

محاسن
میلاد النبی
صلی اللہ علیہ وسلم

از قلم
قاری محمد عبداللہ چشتی



بزم رضا

پرانی عید گاہ
چشتیاں بہاولنگر

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

نام کتاب محاسن میلاد النبی ﷺ

از قلم قاری محمد عبداللہ چشتی

صفحات 64

تعداد اشاعت 1100

پہلا ایڈیشن 2010

کمپوزنگ Chitral Composing Centre

ناشر مکتبہ صابریہ ولی مارکیٹ 40/A اردو بازار لاہور

قیمت 50 روپے

شعبہ برادرز ملنے کے پتے

اردو بازار لاہور

مکتبہ یوسفیہ کتب خانہ کتب گھر

جامعہ نعیمیہ لاہور اردو بازار لاہور

قاری رضوی کتب خانہ دارالحدیث

مجمع بخش روڈ لاہور مردان پور کتب خانہ

نیو مہراج کتب خانہ مکتبہ غوثیہ

اردو بازار لاہور ہول سیل کراچی

دُرودِ تنجینا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ

عَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَوةً تُنَجِّیْنَا

بِهَا مِنْ جَمِیعِ الْاَهْوَالِ وَالْاَفَاتِ وَتَقْضِی

لِنَا بِهَا جَمِیعَ الْحَاجَاتِ وَتَطَهِّرْنَا بِهَا

مِنْ جَمِیعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا

عِنْدَكَ اَعْلٰی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا

اَقْصٰی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیعِ الْخَيْرَاتِ فِی

الْحَیَاتِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّكَ مُجِیْبُ

الدَّعَوَاتِ وَرَافِعُ الدَّرَجَاتِ وَیَا قَاضِی

الْحَاجَاتِ وَیَا كَاْفِی الْمُهْمَاتِ وَیَا دَافِعَ

الْبَلِیَّاتِ وَیَا حَلَّ الْمُسْکَلَاتِ اَعِثْنِیْ اَعِثْنِیْ

اَعِثْنِیْ یَا اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ

الْاُمِّیِّ وَالِیَّهِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

﴿تقریظ اول﴾

حضرت علامہ مولانا قاری محمد اطہر طاہر چشتی قادری صاحب
بندہ ناچیز فقیر پر تقصیر نے اس رسالہ اور رسالہ میں لکھا مضمون (جو کہ سرکار
دو عالم سنیہ کے میلاد پاک اس کے دلائل اور اس پر لگائے جانے والے
اعتراضات کے منہ توڑ جوابات پر مشتمل ہے) پڑھا ہے۔ سرکار کی محبت ہر مومن کی
زندگی کا اثاثہ ہے بلکہ آخرت کی کامیابی ہے۔ اس مضمون کو پڑھ کر اپنوں کے دل نور
ایمان سے منور و معمور ہوں گے دوسروں کو سوچنے کا موقع ملے گا۔ اور ممکن ہے کہ
ہدایت کا سبب بن جائے۔ اللہ تعالیٰ تمام مومنوں کو سرکار کی محبت میں وارفتہ فرمائے
اور بزم رضا کے کارکنوں کو ترقی عطا فرمائے جنہوں نے سرکار کی محبت کے جام
پلانے کے لئے اپنا تن من و دھن سب قربان کرنے کا عزم مصمم کر رکھا ہے۔ یہ رسالہ
خود پڑھیں اور دوسروں کو پڑھ کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور اس کا اجر و ثواب عطا
فرمائے گا۔

احقر محمد اطہر طاہر

خطیب مرکزی جامع مسجد نور چشتیاں شریف

20 جنوری 2010 6 صفر المظفر 1431ھ

صفحہ	موضوعات	صفحہ	موضوعات
۳۰	بدعت سینہ کا بیان	۵	تقریظ اول
۳۵	بعض اصلاح طلب امور	۶	تقریظ ثانی
۳۸	(باب دوم) فصل اول حدیث نور کا بیان	۷	خطبہ (باب اول)
۳۵	فصل دوم ولادت باسعادت	۷	لفظ میلاد کی لغوی و اصطلاحی تحقیق
۳۸	سلسلہ نسب شریف	۱۰	فصل اول (میلاد شریف کے فضائل فوائد اور دلائل کے بیان میں
۳۹	حضور ﷺ کی ازواج مطہرات	۱۲	ملائق قادری علیہ الرحمۃ کے بیس دلائل
۵۳	اولاد اکرام		حاجی لدیفہ مہاجر کی علیہ الرحمۃ
۵۴	حضور ﷺ کا سامان زندگی	۱۸	کا نظریہ
۵۰	حضور ﷺ کے اخلاق و عادات	۱۸	حضرت شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں
۵۲	حضور ﷺ کا عدل و انصاف	۱۹	سند احمد شہین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں
۵۹	تحریری تبلیغ اسلام	۲۱	(فصل دوم) میلاد شریف پر وارد ہونے والے اعتراضات و جوابات کے بیان میں
۶۰	غزوات و تاریخی جنگیں	۲۹	بدعت کی تعریف اور اقسام
۶۱	پیغمبر کا عالمی منشور	۳۰	بدعت حسنہ کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿تقریظ ثانی﴾

حضرت علامہ مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب ریاض البخاری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، شیخوپورہ

یوں تو میلاد النبی کے موضوع پر کئی متعدد رسائل لکھے گئے جو اپنے موضوع کے اعتبار سے یا تو بہت طویل ہیں یا پھر انتہائی مختصر کہ پڑھنے والے کو لاکھ شافیہ سے تسکین نہیں ہوتی۔ لیکن عزیز مہتمم عبداللہ نے میلاد النبی کے موضوع پر ایک جامع رسالہ لکھا جس میں راہ اعتدال کو قائم رکھنا نہ طویل کہ قاری پڑھ کر اکتا جائے اور نہ ہی اتنا مختصر کہ نفس مسئلہ ہی سمجھ نہ آئے۔

موصوف نے انتہائی عرق ریزی سے کم وقت میں زیادہ کام کی راہ اختیار کی۔ جہاں براہین کا ذکر کیا وہاں ہزارگوں کا عمل بھی پیش کیا اللہ تبارک و تعالیٰ مؤلف کے عمل میں ترقی عطا فرمائے۔

سیرت نگاری ایک دقیق فن ہے جس پر ہر کوئی طبع آزمائی نہیں کرتا۔ تاریخی واقعات سے دلچسپی رکھنے والے صحیح و غیر صحیح میں امتیاز کرنے والے ہی اس موضوع پر قلم اٹھانے کے حقدار ہیں۔

سید غلام مصطفیٰ شاہ ریاض البخاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على

سيد الانبياء والمرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين - اما بعد

”میلاد“ کا معنی ہے ولادت کا وقت یا عظیم الشان ولادت۔ مولد کا معنی بھی ولادت کا وقت ہے۔

اہل اسلام کے عرف میں میلاد یا مولد سے مراد سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت ہے۔ اور محفل میلاد یا جلسہ میلاد کا نفرنس سے مراد ایسا روح پرور اجتماع ہے جس میں سرکارِ مدینہ حضرت محمد ﷺ کی ولادت طیبہ کے زمانے میں ظاہر ہونے والے عجیب و غریب واقعات کا تذکرہ کر کے طرح طرح کی برکات حاصل کی جائیں۔

یوں تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو روحانی، مادی، دینی، دنیوی، آئی، فانی، باقی اور جاودانی ہزار ہا نعمتیں عطا فرمائیں۔ اور ان میں سے ہر عطیہ ہمارے لئے اس کا عظیم کرم اور مہربانی ہے لیکن یہ سب نعمتیں ہمیں حضور ﷺ کے صدقے میں ملی ہیں اس لئے آپ کی ولادت پر خوشی منانا عین حکم قرآنی ہے اہل اسلام اور بزرگان دین کے نزدیک رسول کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی منانا، آپ کے فضائل و مناقب اور آپ کے شائل و خصائل کو مجالس اور محافل میں بیان کرنا سال کے تمام ایام میں عموماً اور ماہ ربیع الاول میں خصوصاً مستحب ہے اور صدقات و خیرات کے ہدیے آپ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں پیش کرنا ایصالِ ثواب کرنا اکابر اہل اسلام کا ہمیشہ سے معمول رہا ہے۔

انبیاء کرام کی ولادت کا ذکر اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ مریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سورہ قصص میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

ولادت اور ولادت کے وقت ان انبیاء کرام کی ظاہر ہونے والی عظمتوں اور شانوں کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح سنت رسول، سنت صحابہ و اہل بیت اور سنت سلف صالحین سے بھی ذکر میلاد ثابت ہے۔ اور محدثین نے تو کتب احادیث میں مولد النبی ﷺ کے عنوان سے ابواب باندھے ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ میلاد شریف ماہ ربیع الاول میں اور خصوصاً بارہ تاریخ کیوں متعین ہے۔

جس کے جواب میں شارح صحیح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں کہ یہ ایسی تعیین نہیں ہے جیسے یکم شوال، عید الفطر کے لئے اور نو ذی الحج، حج کیلئے معین ہے، یا رمضان کا مہینہ روزوں کے لئے اور غریب آفتاب نما مغرب کے لئے معین ہے۔ میلاد شریف سال کے بارہ مہینوں میں کیا جاسکتا ہے اور اس پر عمل بھی ہوتا ہے۔ لیکن ربیع الاول کا مہینہ اور بارہ تاریخ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس ماہ اور اس تاریخ میں آپ ﷺ کی ولادت مبارک ہوئی۔

حضرت ابوقحادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام سے حیر کے دن روزے کے بارے میں دریافت کیا گیا (کہ اس دن آپ روزہ کیوں رکھتے ہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا اس دن میں پیدا ہوا اور اسی روز مجھ پر وحی نازل کی گئی۔

عن ابی قتادۃ ان رسول اللہ ﷺ سئل عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ فِيْهِ وُلِدْتُ وَفِيْهِ الْاَزَلُ عَلَيَّ (مسلم شریف کتاب الصیام جلد سوم)

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حیر کے روزے کا سبب یہ بیان فرمایا کہ اس دن میں پیدا ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم میلاد کو خوشی کی اور اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کیلئے روزہ رکھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ یوم میلاد کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا رسول کریم ﷺ کی سنت ہے، اب رہا یہ سوال کہ دور

رسالت، خلفائے راشدین کے زمانے اور بنو امیہ کے دور میں عید میلاد النبی ﷺ اس ہیئت و شکل اور اس اہتمام کے ساتھ کیوں نہیں منائی گئی جیسا کہ آج کے دور میں رواج پذیر ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تقریب خود سرکار دو عالم ﷺ کی ذات والا صفات سے متعلق تھی اور آپ دوسرے بادشاہوں کی طرح اپنی شہرت نہیں چاہتے تھے اس لئے آپ نے اس انداز میں عید میلاد کو رواج نہیں دیا۔ خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے پہلے دو خلفاء کا دور جہاد اور اسلامی حکومت کے قیام کا دور تھا۔ جبکہ تیسرے اور چوتھے خلیفہ کا دور حکومت فتنہ و فساد کا زمانہ تھا۔ اس لئے ان کی تمام توجہ ان امور کی طرف رہی اور جشن میلاد النبی ﷺ کی طرف زیادہ توجہ نہ ہو سکی۔ بنو امیہ کے دور میں فتوحات کا سلسلہ وسیع تھا۔ نیز اس دور میں بغاوتوں کا قلع قمع کرنے کی طرف زیادہ توجہ دی گئی لہذا اس طرف کما حقہ توجہ نہ دی جاسکی۔ (خطبات و مقالات علامہ محمد صدیق ہزاروی)

اس مختصر رسالے میں دو باب ہیں۔ دونوں میں دو دو فصلیں بیان ہوئی گی پہلے باب کی فصل اول میلاد شریف کے فضائل و دلائل پر۔ فصل دوم اعتراضات و جوابات پر۔ دوسرے باب کی فصل اول میں حدیث نور اور فصل دوم میں سیرت طیبہ کا بیان ہوگا۔

ادا کرنا چاہئے۔

میلا دشریف کے فضائل، فوائد اور دلائل کے بیان میں

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت پر خوشی منانے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ پر تعالیٰ کا فضل عظیم بھی ہے۔ اور رحمت بھی جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ط ایم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔ لہذا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت پر خوشی کرنا اور جشن منانا اس آیہ مبارک کی تفسیل ہے اور شاندار نہیں ہے۔

اور حضور ﷺ کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان اور نعمت عظمیٰ ہے۔ میلا و پاک میں اسی کا ذکر کیا جاتا ہے لہذا محفل میلا و کرنا اس آیت پر عمل ہے۔

(۲) وَكَفَّابْنُعَمْرٍو رَّبِّكَ فَحَدِّثْ (الفتح: ۱۱) (اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو) اور رضوان اللہ علیہ کی دُنیا میں تشریف آوری تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہے۔ اس کا چرچا کرنا اسی آیت پر عمل ہے۔ آج کسی کے ہاں بیٹا پیدا ہو تو وہ ہر سال تاریخ پیدائش پر سائگر و کا جشن کرتا ہے۔ کسی کو سلطنت ملے تو ہر سال اس تاریخ پر جشن جلوس مناتا ہے تو جس تاریخ کو دُنیا میں سب سے بڑی نعمت آئی اس پر خوشی منانا کیوں منع ہوگا؟

نیز رب تعالیٰ نے اس نعمت پر احسان جتایا ہے 'أَعَدَّ مِنَ اللَّهِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا' (آل عمران ۱۶۴) اللہ نے مسلمانوں پر بڑا ہی احسان کیا کہ ان میں اپنے رسول علیہ السلام کو بھیج دیا۔

(۶) ذکر انبیاء سے ایمان مضبوط ہوتا ہے اور قلب میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے: "وَمَا تَقْصُ عَلَيْنَا مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نَقِصُّ بِهٖ نَفْسًا ط" اور یہ سب کچھ انبیاء کی خبریں ہم آپ پر بیان کرتے ہیں جن کے سبب ہم آپ کے دل کو مضبوط کرتے ہیں۔ (پارہ ۱۴ سورہ ہود آیت ۱۲۰)

غور فرمائیں اللہ کریم جل جلالہ نے اپنے بندوں کو لافوں کو رد و نفی عطا فرمائیں کہ جن کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔ ان میں سے کسی پر بھی احسان نہیں بتایا۔ لیکن جب اپنے محبوب ﷺ کو مومنوں کی طرف بھیجا۔ تو فرمایا کہ تم پر احسان فرمایا۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ تو ہمیں اس نعمت عظمیٰ کے حاصل ہونے پر خوشی بھی منانی جاسے اور خدائے بزرگ و برتر کا شکر بھی

اس آیت میں فرمایا گیا کہ انبیاء کے ذکر سے دل مضبوط ہوتے ہیں تو جو اشرف الانبیاء اور افضل الانبیاء ہیں کیا ان کا ذکر کرنے اور ان کی یاد میں محفل بنانے سے دل و ایمان مضبوط نہ ہوں گے؟ کیا ایمان قلب نصیب نہ ہوگا؟

توحید اور تمام عقائد اسلامیہ دعوے ہیں اور حضرت محمد ﷺ ان پر دلیل۔۔۔ دلیل ثابت ہونے سے دعویٰ ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے حضور ﷺ کے فضائل و کمالات کی بڑی اہمیت ہے۔ میلاد میں حضور ﷺ کے کمالات و معجزات کا تذکرہ کر کے ایمان کو مضبوط کیا جاتا ہے۔

(۷) خود حضور ﷺ نے صحابہ کرام کے مجمع میں منبر پر کھڑے ہو کر اپنی ولادت پاک اور اپنے اوصاف بیان فرمائے۔ جس سے معلوم ہوا کہ میلاد شریف کا ذکر کرنا سنت رسول ﷺ بھی ہے۔

چنانچہ مشکوٰۃ شریف جلد دوم باب فضائل سید المرسلین فصل ثانی میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شاید حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خبر پہنچی تھی کہ بعض لوگ ہمارے نسب پاک میں طعن کرتے ہیں۔ ”تقام النبی ﷺ فقل من انا“ میں منبر پر قیام فرما کر پوچھا بتاؤ میں کون ہوں؟ سب نے عرض کیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، فرمایا میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں، اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو ہمیں بہتر مخلوق میں سے پیدا فرمایا۔ پھر ان کے دو حصے کیے عرب و عجم ہمیں ان میں سے بہتر یعنی عرب سے کیا۔ پھر عرب کے چند قبیلے فرمائے ہمیں ان میں سے بہتر یعنی قریش میں سے کیا۔ پھر قریش کے چند خاندان بنائے ہمیں ان میں سے سب سے بہتر خاندان یعنی بنی ہاشم میں سے کیا۔ مشکوٰۃ شریف کی اسی فصل میں ہے کہ ہم خاتم النبیین ہیں۔ اور ہم حضرت ابراہیم کی دُعا، حضرت عیسیٰ کی بشارت اور اپنی والدہ کا

دیدار ہیں جو انہوں نے ہماری ولادت کے وقت دیکھا، کہ ان سے ایک نور چکا جس سے شام کی عمارتیں ان کو نظر آئیں۔ اس مجمع میں حضور ﷺ نے اپنا نسب نامہ، اپنی نعت شریف، اپنی ولادت پاک کا واقعہ بیان فرمایا یہی میلاد شریف میں ہوتا ہے۔ ایسی صد باب احادیث پیش کی جاسکتی ہیں۔

(۸) صحابہ کرام ایک دوسرے کے پاس جا کر فرمائش کرتے تھے کہ ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت شریف سناؤ معلوم ہوا کہ میلاد سنت صحابہ کرام بھی ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین فصل اول میں ہے کہ حضرت عطاء ابن یسار فرماتے ہیں کہ میں عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہم کے پاس گیا اور عرض کیا کہ مجھے حضور علیہ السلام کی وہ نعت سناؤ جو کہ تو ریت شریف میں ہے انہوں نے پڑھ کر سنائی۔ اور میلاد شریف میں بھی حضور علیہ السلام کی نعت بیان کی جاتی ہے۔

(۹) یہ تو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کا حال تھا کفار نے بھی ولادت پاک کی خوشی منائی تو کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور حاصل ہوا۔

ابولہب کی لوٹدی قُوتیہ نے اسے آکر خبر دی کہ آج تیرے بھائی عبد اللہ کے گھر بیٹا پیدا ہوا ہے۔ اس نے خوشی میں اس کی لوٹدی کو انگلی کے اشارے سے کہا کہ جاؤ آزاد ہے یہ سخت کافر تھا۔ جس کی رانی قرآن مجید میں آجی ہے مگر اسی خوشی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ کریم فرمایا کہ جب دوزخ میں وہ پیاسا ہوتا ہے تو اپنی اس انگلی کو چوستا ہے پیاس بجھ جاتی ہے۔

چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔

جب ابولہب فوت ہوا تو اسے گھر کے ایک فرد (حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے خواب میں دیکھا تو پوچھا تم کس طرح ہو؟ ابولہب نے جواب دیا میں نے تمہاری جدائی کے بعد کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔ سوائے اس کے کہ مجھے گلے

کی انہی سے پانی ملتا ہے کیونکہ میں نے نُوْبَہ کو اس کے اشارے سے آزاد کیا تھا۔
(صحیح بخاری شریف - کتاب النکاح - باب ما یحلک من لواطی ارضکم الخ حدیث نمبر ۴۷۷۱)

شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اس واقعہ میں میلاد منانے والوں کیلئے بڑی دلیل ہے جو حضور ﷺ کی شبہ ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں۔ یعنی ابولہب جو کافر تھا جب حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی اور کوئٹہ کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا تو ایک مسلمان جس کا دل محبت نبی سے بھرا ہوا ہے اگر وہ نبی ﷺ کی خوشی منائے اور دولت خرچ کرے تو اس کا کیا حال ہوگا۔ (مدارج الملوۃ)

ملا علی قاری کے تین دلائل

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۳ھ) نے محفل میلاد کے جواز پر تین دلائل ذکر کی ہیں۔

پہلی دلیل: ابولہب نے نبی کریم ﷺ کی ولادت پر خوشی کی اور نُوْبَہ کو آزاد کیا تو اس کے بدلے ہر بیہ کے دن اس کے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے۔

دوسری دلیل: نبی کریم ﷺ اپنے یوم ولادت کی خود تعظیم فرماتے تھے۔ اور اس عظیم نعت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے اور اس دن کی تعظیم کیلئے ہر بچہ کا روزہ رکھتے تھے۔

تیسری دلیل: نبی کریم ﷺ کی ولادت پر خوشی کرنا قرآن مجید کا مطلوب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”محل بفضل اللہ و برحمۃ فی ذالک فلیفرحوا“ آپ کہتے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشی منانا۔ اللہ تعالیٰ نے رحمت پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے اور نبی کریم ﷺ سب سے بڑی رحمت ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین“

چوتھی دلیل: جس زبانہ میں کوئی عظیم دینی کام ہوا ہو جب وہ زمانہ لوٹ کر آئے تو اس کی تعظیم کرنی چاہئے نبی کریم ﷺ نے خود اس قاعدہ کو مقرر فرمایا۔ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہود کو عاشورہ (دس محرم الحرام) کا روزہ رکھنے دیکھا اور اس کا سبب معلوم کیا تو انہوں نے بتایا کہ اس دن ہم اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرنے کے لئے روزہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس دن ان کو قوم فرعون سے نجات دی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری یہ نسبت مولیٰ علیہ السلام پر نعت کا شکر ادا کرنے کے ہم زیادہ حقدار ہیں۔ آپ نے خود بھی روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

پانچویں دلیل: نبی کریم ﷺ نے خود اپنی ولادت کا بیان فرمایا ”انا دعوة ابی ابراہیم و بشارة یحییٰ۔ انا ابن الذبذبین (میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں۔ حضرت یحییٰ کی بشارت ہوں۔ میں دو ذبیحوں (حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت عبداللہ) کا بیٹا ہوں۔

چھٹی دلیل: محفل میلاد نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنے کا باعث اور سبب ہے اور جو چیز مطلوب شرعی کا سبب ہو وہ بھی شرعاً مطلوب ہوتی ہے۔

ساتویں دلیل: محفل میلاد میں آپ ﷺ کے معجزات اور کمالات اور آپ کی سیرت کا بیان ہوتا ہے اور ہمیں آپ کی سیرت پر عمل کرنے کا حکم ہے۔

آٹھویں دلیل: جو شعراء صحابہ کرام حضور ﷺ کی مدح کرتے تھے اور نعتیہ اشعار پڑھتے تھے آپ ﷺ ان سے خوش ہوتے اور ان کو انعامات سے نوازتے تو جب محفل میلاد میں آپ کے شائل اور فضائل کا بیان ہوگا اور نعت خوانی ہوگی تو آپ ﷺ اس سے خوش ہوں گے اور آپ کی خوشی شرعاً مطلوب ہے۔

نویں دلیل: آپ ﷺ کے معجزات اور سیرت کا بیان آپ ﷺ کے ساتھ ایمان

کے کمال اور آپ ﷺ کی محبت میں زیادتی کا موجب ہے وہ شرعاً مطلوب ہے۔

دسویں دلیل: محفل میلاد میں اظہار سرور، مسلمانوں کو کھانا کھانا اور آپ ﷺ کی تعریف کرنا ہے یہ سب چیزیں آپ ﷺ کی تعظیم کو ظاہر کرتی ہیں۔ اور آپ ﷺ کی تعظیم شرعاً مطلوب ہے۔

گیارہویں دلیل: نبی کریم ﷺ نے جو دن کی فضیلت یہ بیان کی ہے کہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو جس دن حضور ﷺ پیدا ہوئے اس دن کی فضیلت کا کیا عالم ہوگا۔

بارہویں دلیل: تمام علماء اور تمام شہروں کے مسلمانوں نے محفل میلاد کو مستحسن قرار دیا ہے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے۔ اور جس کام کو مسلمان بُرا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بُرا ہے۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

تیرہویں دلیل: محفل میلاد میں ذکر کے لئے جمع ہونا، نعت خوانی، صدقہ و خیرات کرنا نبی کریم ﷺ کی تعظیم ہے اور یہ تمام چیزیں سنت اور شرعاً مطلوب اور محمود ہیں۔

چودھویں دلیل: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”و کلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت به فؤادک“ ہم تمام انبیاء کے واقعات آپ کو بیان کرتے ہیں جس سے آپ کے دل کو استقامت ملے۔ اور نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات سے ہمارے دل کی تسکین کے محتاج ہیں۔

پندرہویں دلیل: ہر وہ چیز جو عہد رسالت میں نہ ہو مطلقاً حرام نہیں کہ اس کو دلائل

شرعیہ سے دیکھا جائے گا اگر اس میں کوئی مصلحت واجب ہوگی تو وہ واجب ہوگی اس طرح مستحب، مباح، مکروہ اور حرام، یہ سب بدعت کی اقسام ہیں۔

سولہویں دلیل: جو چیز صدر اول (عہد رسالت مآب ﷺ و خلفائے راشدین) میں چھب اجتاعیہ (اجتماعی طور پر) کے ساتھ نہ ہو لیکن افراد کے ساتھ ہو تو وہ بھی مطلوب ہوگی۔

سترہویں دلیل: اگر ہر بدعت حرام ہو تو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قرآن جمع کرنا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تراویح کی جماعت کا اہتمام کرنا اور تمام علوم نافعہ کی تصنیف حرام ہو جائے گی۔ اور ہم تیرہ مکان کے ساتھ جنگ کریں۔ بندہ قون اور توپوں سے جنگ حرام ہو۔ اور میناروں پر اذان دینا۔ سرائے اور مدارس بنانا، ہسپتال اور یتیم خانے بنانا سب حرام ہو جائیں۔ اس وجہ سے وہ نیا کام حرام ہوگا، جس میں بُرائی ہو کیونکہ ایسے بہت سے کام ہیں جن کو نبی کریم ﷺ اور سلف میں سے کسی نے نہیں کیا مثلاً تراویح میں شتم قرآن، حتم قرآن کی کڑھا، ستائیسویں شب کو امام الحرمین کا خطبہ دینا وغیرہ۔

اٹھارویں دلیل: امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا جو چیز کتاب، سنت، اجماع یا اقوال صحابہ کے خلاف ہو، وہ بدعت ہے اور جو نیک کام ان کے مخالف نہ ہو وہ محمود ہے۔

انیسویں دلیل: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے اسلام میں اچھا کام ایجاد کیا اور بعد والوں نے اس پر عمل کیا تو اس کو ان تمام کا اجر ملے گا اور ان کے اجر میں کمی نہ ہوگی۔“

تیسویں دلیل: جس طرح حج کے افعال، صفا و وہ کی دوڑ صالحین کی یاد تازہ کرنے

کے لئے شروع ہیں اسی طرح محفل میلاد نبی کریم ﷺ کی یاد تازہ کرنے کیلئے شروع (جائز) ہے۔ (المؤردہ کوئی ص ۷۷ طبع دار الفکر لاہور ۱۳۸۵ھ)

(۱۱) علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے میلاد شریف کو سننے کیلئے جمع ہونا اعظم عبادات میں سے ہے کیونکہ میلاد شریف میں رسول اللہ ﷺ کا بار بار ذکر ہوتا ہے اور آپ کے ذکر سے محبت آپ کے قرب کا ذریعہ ہے۔

(۱۲) حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ:

عالمین کے پیرو مشہد حاجی امداد اللہ صاحب نے ”فیصلہ مفت مسئلہ“ میں محفل میلاد شریف کو جائز اور باعث برکت فرمایا چنانچہ وہ اس کے صفحہ (۱۵) پر فرماتے ہیں۔ ”مشرّب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود شریف میں شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں۔ اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔“ عجیب بات ہے کہ میر صاحب تو میلاد شریف کو ذریعہ برکات سمجھ کر خود ہر سال کریں اور مریدین کا عقیدہ ہو (کہ شرک و کفر کی محفل ہے محفل میلاد) نہ معلوم کہ اب میر صاحب پر کیا فتویٰ لگے گا؟

(۱۳) حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں ہر سال ایام مولود شریف میں کھانا پکا کر لوگوں کو کھلایا کرتا ہوں ایک سال قحط کی وجہ سے بچے ہوئے چٹوں کے سوا کچھ میسر نہ ہوا، میں نے وہی چنے تقسیم کر دیئے رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہی بچے ہوئے چنے آپ کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور حضور ﷺ ان چٹوں سے بہت مسرور اور خوش ہیں۔ (الدر الثمین ص ۸ بحوالہ ابنہامہ نورالحیب میلاد نبی ص ۹۱ جلد ۳ شمارہ ۱۰-۹-۱۹۹۲)

(۱۴) سند الحدیثین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ

اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”میں مکہ معظمہ میں ولادت نبی کے روز مولد مبارک (جہاں آپ ﷺ کی ولادت ہوئی) میں حاضر ہوا تو لوگ درود شریف پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ کی ولادت کا ذکر کر رہے تھے اور وہ عجزات بیان کر رہے تھے۔ جو آپ ﷺ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے۔ تو میں نے اس مجلس میں انوار و برکات کا مشاہدہ کیا، میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ملائکہ کے ہیں۔ جو ایسی مجالس میں مقرر کیے جاتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت آپس میں ملے ہوئے ہیں۔“ (فیوض الحرمین ص ۷۷ بحوالہ ماہنامہ نورالحیب ۱۹۹۲۔)

(۱۵) میلاد شریف اشاعت علم کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ اس میں فضائل نبوی اور سیرت مصطفیٰ ﷺ کا تذکرہ ہوتا ہے جو کہ علوم میں بڑی فضیلت والا علم ہے۔ (۱۶) میلاد سے حضور ﷺ سے محبت و عقیدت کا اظہار ہوتا ہے ”من احب شیئا اکثر ذکرہ“ یعنی جو کسی چیز سے محبت رکھتا ہو اس کا کثرت سے ذکر کرتا ہے لہذا ذکر فضائل و میلاد شریف محبت نبوی کی علامت ہے۔ نیز حدیث شریف ہے کہ انسان ہر روز قیامت اس کے ساتھ اٹھایا جائے گا، جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

(۱۷) صلوٰۃ و سلام سے دینی دنیاوی اور اخروی برکات حاصل ہوتی ہے اور خصوصی طور پر بارگاہ نبوی میں قرب ملتا ہے حدیث پاک میں ہے ”ان اقربکم الی یوم الغیامۃ اکثرکم علی صلوٰۃ“ یعنی تم میں سے قیامت کے روز میرے زیادہ قریب وہ ہوگا جس نے زیادہ درود شریف پڑھا ہوگا۔ (شعب الایمان للبیہقی، مسند ابو یعلیٰ) اور میلاد میں کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھا جاتا ہے۔

(۱۸) قرآن مجید کی تلاوت، سعادت و ارین کے حصول کا ذریعہ ہے محفل میلاد میں قرآن کی تلاوت بھی ہوتی ہے۔

(۱۹) نعت خوانی کو حضور ﷺ نے پسند فرمایا ہے نعت خوانوں کو اپنی دعاؤں سے نوازا ہے بلکہ ایک نعت کو صحابی حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کو اپنی چادر مبارک بھی عطا فرمائی جس سے مسلمان سہت صدیوں سے زائد عرصہ تک برکت حاصل کرتے رہے۔ اور بغداد شریف پر ہلا کو خاں کے قتل کے وقت یہ عظیم نشانی ضائع ہو گئی۔ میلاد میں کثرت کے ساتھ نعت خوانی ہوتی ہے۔ اور یہ حضور ﷺ کی بارگاہ سے انعامات کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔

(۲۰) محفل میلاد میں فضائل و کمالات مصطفیٰ ﷺ بیان کرنے سے آپ ﷺ کی اتباع کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جو کہ خیر ایمان ہے۔

(۲۱) فقہاء کے نزدیک بغیر دلیل کراہت تنزیہی کا ثبوت بھی نہیں ہو سکتا۔ یعنی کسی دلیل کے بغیر کسی کام کو مکروہ بھی نہیں کہا جاسکتا اور حرام ہونا تو بڑی دور کی بات ہے اور کسی چیز کے مستحب ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ مسلمان اسے اچھا جائیں، تو جو کام شریعت میں منع نہیں اور مسلمان اسے نیت خیر سے کریں یا عام مسلمان اسے اچھا جانتے ہوں وہ مستحب ہے۔ تو میلاد کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ شریعت میں اس کے ناجائز و ممنوع ہونے پر کوئی دلیل نہیں اور مسلمان اسے کارِ ثواب سمجھتے ہیں اور نیت خیر سے کرتے ہیں لہذا یہ مستحب ہے مگر حرام کہنے والے اس کی حرمت پر کون سی قطعی الثبوت قطعی الدلائل آیت یا حدیث لائیں گے۔ صرف حرام یا بدعت کہہ دینے سے کام نہیں چلتا۔

(۲۲) عقل کا بھی تقاضا ہے کہ میلاد بہت مفید محفل ہے۔ اس میں چند فائدے ہیں کہ حضور ﷺ کے فضائل سن کر محبت بڑھتی ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اور دیگر صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی محبت بڑھانے کیلئے زیادتی درود شریف اور حضور ﷺ کے احوال زندگی کا مطالعہ ضروری ہے پڑھ لکھے لوگ تو کتابوں میں حالات پڑھ سکتے ہیں۔ مگر ناخواندہ (ان پڑھ) لوگ نہیں پڑھ سکتے۔ ان کو اس طرح سننے کا موقع مل جاتا ہے دوسرے کہ اس مجلس کے ذریعے مسلمانوں کو مسائل دینیہ بتانے کا موقع مل جاتا ہے بعض لوگ نماز جمعہ میں بھی نہیں آتے اور محفل میلاد کا نام لو تو بڑے شوق سے جمع ہو جاتے ہیں اب اسی مجلس میں دینی مسائل بتانے اور انہیں ہدایت کرنے کا اچھا موقع مل سکتا ہے۔ تیسرا یہ کہ اس مجلس میں مسلمانوں کو حضور علیہ السلام کا نسب شریف، اولاد پاک، ازواج مطہرات، ولادت پاک اور پرورش کے حالات یاد ہو جائیں گے آج قادیانی رافضی وغیرہم کو اپنے مذاہب کی پوری پوری معلومات ہوتی ہیں۔ رافضیوں کے بچوں کو بھی بارہ اماموں کے نام یاد ہوں گے مگر اہل سنت کے بچے تو کیا اکثر بوڑھے بھی یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد پاک کتنی ہے؟ داماد کتنے ہیں؟ اگر ان مجلسوں میں یہ باتیں بھی بتائی جائیں تو بہت مفید ثابت ہوگا۔ بنی ہوئی چیز کو نہ بگاڑو بلکہ بگڑی ہوئی چیز کو بنانے کی کوشش کرو۔

﴿فصل دوم﴾

میلاد شریف پر وارد ہونے والے اعتراضات و جوابات کے

بیان میں

اعتراض: (۱) ۱۳ ربیع الاول یوم وفات ہے لہذا خوشی منانا جائز نہیں۔

جواب: بارہ ربیع الاول خوشیوں کا دن ہے سوگ کا نہیں۔ نیز یہ کہ بارہ ربیع الاول کو نبی کریم ﷺ کے یوم وفات ہونے کے بارے میں جملہ روایات ضعیف ہیں اور

علم تقویم (کیلنڈر جنسی) کی رو سے بھی ۱۲ ربیع الاول کو رسول اللہ ﷺ کا یوم وفات ممکن نہیں۔ کیونکہ احادیث صحیحہ سے دو باتیں ثابت ہیں:

(۱) ۱۰ ہجری جمیعہ الوداع میں یوم عرفہ ۹ ذوالحجہ کو جمعۃ المبارک تھا (ii) حضور ﷺ کا وصال مبارک سوموار کے روز ماہ ربیع الاول میں ہوا۔

اب ۹ ذوالحجہ ۱۰ ہجری اور ماہ ربیع الاول کے درمیان ماہ محرم اور ماہ صفر و ماہ آتے ہیں، لہذا ذوالحجہ، محرم اور صفر تینوں ماہ جس طرح بھی شمار کریں کسی بھی صورت میں ۱۲ ربیع الاول سوموار کو نہیں بن سکتا۔ مثلاً تینوں ماہ تیس دن کے ہوں تو اتوار بنے گا اور اگر دو ماہ تیس دن کے اور ایک ماہ آتیس دن کا ہو تو ہفتہ بنے گا اگر ایک ماہ تیس دن کا اور دو ماہ آتیس دن کے ہوں تو جمعۃ المبارک بنے گا اور اگر تینوں ماہ آتیس دن کے ہوں تو جمعرات کا دن بنتا ہے۔ لہذا کسی بھی صورت میں ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری کو سوموار نہیں بن سکتا۔ اور شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی نے ۱۲ ربیع الاول یوم وفات والی روایت کو عقل و نقل کے خلاف قرار دیا ہے اور ۲ ربیع الاول یوم وفات والی روایت کو ترجیح دی ہے۔ (حوالہ: فتح الباری شرح بخاری جلد ۸ ص ۱۳۰)

جب بارہ ربیع الاول کو رسول اللہ ﷺ کی وفات ثابت نہیں ہوئی تو اعتراض سرے سے ختم ہو جاتا ہے اور اگر بالفرض مان بھی لیا جائے۔

کہ بارہ ربیع الاول یوم وفات ہے تو بھی میلا و منانے اور خوشیاں منانے سے کوئی امر مانع نہیں اسلئے کہ بخاری و مسلم سمیت کتب حدیث میں ۱۰ کے قریب صحابہ و صحابیات سے مروی ہے کہ ”نہی ان لا یحد علی مہت فوق ثلاث الاعلیٰ زوہر“ ہمیں منع کیا گیا ہے کہ ہم شوہر کے سوکس کی وفات پانے والے پر تین روز کے بعد سوگ (غم) منائیں سوائے شوہر کے۔ یعنی شوہر کی وفات پر عورت چار ماہ وں دن سوگ منانے لگی۔ لیکن اس کے علاوہ کسی بھی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ

منانا جائز نہیں۔ لہذا ہر سال نبی اکرم ﷺ کے وصال کے روز سوگ منانا شرعاً ناجائز ہے۔ البتہ تشریف آوری کی خوشی منانے کی شرع کوئی حد نہیں ہر سال جائز ہے۔

جیسا کہ حدیث نبوی ہے۔ ”ان من افضل ایامکم یوم الجمعة فیہ خلق آدم و فیہ قبض“ جمعہ کا دن حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت (پیدائش) کا دن ہے اور جمعہ کے روز آپ کا یوم وفات بھی ہے لیکن شرع شریف میں جمعہ کو سوگ منانے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ جمعہ کو عید کا دن قرار دیا گیا ہے۔

جیسا کہ حدیث نبوی ہے ”ان هذا یوم عید جعلہ اللہ للمسلمین“ نیک یہ جمعہ کا دن ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن بنایا ہے۔ (حوالہ: سنن ابن ماجہ کتاب القیمۃ اسئلۃ و الیہ فیما یجاب ماجہ ابی داؤد ترمذی ج ۱ ص ۱۰۸)

تو جس طرح جمعہ حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت اور وفات کا دن ہے لیکن اب جمعہ کے روز صرف عید منانا مشروع ہے اور سوگ ممنوع اسی طرح ۱۲ ربیع الاول کو یوم ولادت کے ساتھ اگر بالفرض یوم وصال مان بھی لیا جائے تو صرف ولادت کی خوشی جائز ہوگی اور سوگ ممنوع ہوگا کیونکہ سوگ کی مدت صرف تین دن ہے۔ نیز ثابت ہوا کہ یوم جمعۃ المبارک اگر خلقت آدم علیہ السلام کی وجہ سے یوم عید ہے تو ۱۲ ربیع الاول ولادت امام الانبیاء حضرت رحمۃ اللعالمین ﷺ کی وجہ سے بدرجہ اولیٰ عید ہے۔

اعتراض نمبر ۲: ربیع الاول یوم ولادت نہیں۔ کیونکہ ماہر فلکیات محمود علی پاشا نے لکھا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو تقویم (۱) کے مطابق سوموار نہیں آتا بلکہ عام الفیل (۲) میں ۹ ربیع الاول کو سوموار کا دن بنتا ہے۔

(۱) کیلنڈر جنسی ۱۲ (۲) ہجریوں والا سال۔ حضور ﷺ کی پیدائش سے ۵۵ دن پہلے ابراہیم پادشاہ ہجریوں کے ذریعے کہہ کر اللہ کو گرائے آیا تھا اور نبوت داتا بودا۔ اس سے اس سال کو عام الفیل کہا جاتا ہے ۱۲

جواب: امام بخاری و مسلم کے استاد حافظ ابو بکر ابن ابی شیبہ نے مضبوط سند کے ساتھ روایت کیا "عن جابر وابن عباس انهما قالا ولد رسول اللہ ﷺ عام الفيل يوم الاثنين لغافى عشر من شهر ربيع الاول"

ترجمہ: حضرت جابر اور حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیشک دونوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل میں سوموار کے روز ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو ہوئی۔ (الہدایہ وانھایہ ابن کثیر جلد ۲ ص ۲۶۰)

اسی مضمون کی ایک صحیح الاسناد امام شمس الدین محمد الذہبی نے امام حاکم سے تخیض المستدرک علی الصحیحین لذهبی ۶۰۳/۲ میں حضرت سعید بن جبیر اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی نقل کی ہے۔

لہذا محمود علی پاشا کا ۹ ربیع الاول کا قول ان صحیح الاسناد روایات کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ ویسے بھی بنی جبری کا اجرا اور فاروقی میں ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۷ ہجری ۱۶ جولائی ۶۲۲ء کو ہوا تھا، اس سے پہلے کا تقویمی ریکارڈ درست نہیں ہے علاوہ ازیں ہمیشہ سے حریم شریفین سمیت دنیا بھر میں ۱۲ ربیع الاول ہی بطور یوم ولادت نبوی معمول ہے اور محدث ابن جوزی کے مطابق اہل تحقیق کا اس پر اجماع ہے۔

دیوبندیوں کے مفتی اعظم مفتی محمد شفیع نے سیرت خاتم الانبیاء ص ۱۱۸ اور غیر مقلدین نام نہاد اہل حدیثوں کے شیخ نواب سید صدیق حسن نے الشمامہ العنبر یہ ص ۷ میں ۱۲ ربیع الاول کو یوم ولادت کی تصریح کی ہے۔

اعتراض نمبر ۳:- ولادت نبوی ایک بار ہوئی ہے لیکن میلاد ہر سال بار بار کیوں منایا جاتا ہے؟

جواب: زمانوں کا آپس میں ربط اور زمانے کے ایک حصے کی کڑیاں دوسرے حصے کے ساتھ ملنا شریعت اسلامیہ میں ثابت ہے نبی اکرم ﷺ سے سوموار کے دن کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "ذالك يوم ولدت فيه" کہ "یہ وہ (عظیم) دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی" ثابت ہوا ولادت کی بار بار خوشی نہ صرف جائز بلکہ بہت نبوی ہے اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت جمعہ کے روز ایک بار ہوئی لیکن ہر جمعہ کے روز بار بار عید منائی جاتی ہے۔ رمضان المبارک میں نزول قرآن ایک بار ہوا مگر جشن نزول قرآن ہر سال منایا جاتا ہے۔ بچے کی پیدائش تو ایک مرتبہ ہوتی ہے لیکن سالگرہ ہر سال۔۔۔۔۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا "ربنا انزل علينا مائدة من السماء تكون لنا عيدا الاولنا واخرنا" کہ اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے کھانوں کا ایک دسترخوان نازل فرما جو ہمارے پہلے اور پچھلے (سب کیلئے) عید بن جائے۔ (قرآن مجید پارہ نمبر ۷ سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۱۴)

معلوم ہوا کہ نزول نعت کا دن بار بار منانا نہ صرف جائز بلکہ عید اور جشن کے طور پر منانے کی اصل قرآن مجید میں موجود ہے۔

اعتراض نمبر ۴:- میلاد منانا شاہ ارمل ملک مظفر کی ایجاد ہے؟

جواب: شاہ ارمل ملک (۱) مظفر ابوسعید کی وفات ۶۳۰ھ میں ہوئی۔ محدث ابن جوزی (۲) (المتوفی ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں "زمانہ قدیم سے اہل حریم

(۱) عظیم ہارمہ مظفر ابوسعید کو گمری بنی اہل الکئی ہیں۔ وہ ایک عظیم اور بہادر بادشاہ تھے حافظ دہلی نے کہا وہ عاجزی کرنے والا کاشی اور نقشاوردہ شہنشاہ کا محبت تھا اس کی وفات ۶۳۰ھ میں ہوئی ۱۱ سیر اعلام النبلاء ص ۳۳۶ ج ۲ (۲) آپ کی وفات ۵۹۷ھ بمطابق ۱۲۰۱ء بغداد شریف میں ہوئی ۱۲۔

شریفین (کہ معظمہ و مدینہ منورہ) مصر، یمن، شام اور تمام عرب ممالک اور مشرق و مغرب کے مسلمانوں کا معمول رہا ہے کہ وہ ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرتے، خوشیاں مناتے، غسل کرتے عمدہ لباس زیب تن کرتے، قسم قسم کی زیبائش و آرائش کرتے، خوشبود لگاتے، ابن ایام میں خوب خوشی و مسرت کا اظہار کرتے، حسب توفیق نقد و جنس لوگوں پر خرچ کرتے، میلاد شریف پڑھنے اور سننے کا اہتمام بھی کرتے، اور اس کی بدولت بڑا ثواب اور عظیم کامیابیاں حاصل کرتے۔ میلاد کی خوشی منانے کے مجربات سے ہے کہ جشن میلاد النبی ﷺ کی برکت سے سال بھر کثرت سے خیر و برکت، سلامتی و عافیت، رزق و مال میں زیادتی، شہروں میں امن و امان اور گھر بار میں سکون قرار رہتا۔“ (بیان میلاد النبوی ص ۵۸-۵۷)

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ شاہ اربل کے ہم عصر ہوئے بلکہ شاہ اربل سے ۳۳ سال پہلے وفات پائی، لکھ رہے ہیں کہ قدیم زمانہ سے کہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور روئے زمین کے مسلمان ہر ربیع الاول میں میلاد مناتے ہیں اور اس سے قسم قسم کی برکات حاصل کرتے ہیں،

اس سے روز روشن کی طرح ثابت ہو جاتا ہے کہ شاہ اربل میلاد کا موجد نہیں تھا بلکہ انہوں نے صرف اربل میں نظم و ضبط کے ساتھ باقاعدہ طور پر میلاد کا آغاز کیا۔ جبکہ پوری دنیا میں اس سے پہلے قدیم زمانہ سے میلاد منانا مروج تھا۔

اعتراض نمبر ۵:- میلاد منانا شرک ہے اور محفل میلاد منانے والے مشرک۔

جواب: ولادت رسول اللہ ﷺ منانا شرک نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کو منانا شرک کی جزا کا ثابہ ہے لیکن عقل و خرد سے بیگانہ کچھ لوگ میلاد النبی ﷺ کو شرک کہتے ہیں۔

جب کہ اہل سنت و جماعت ولادت مصطفیٰ ﷺ منا کر اپنے اس عقیدے کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام خالق نہیں، مخلوق ہیں معبود نہیں بلکہ بندے ہیں جو خالق و معبود ہوتا ہے اس کی شان ہے یہ کہ نہ وہ کسی سے پیدا ہوتا ہے اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ”اللہ الصمد لم یلد ولم یولد“ (سورہ اخلاص)

ترجمہ: اللہ بے نیاز ہے نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا۔ جبکہ محفل میلاد النبی ﷺ میں حضور علیہ السلام کی ولادت کو ثابت کیا جاتا ہے اور حضور ﷺ کی ولادت کو ثابت کرنا شرک کی نفی کرتا ہے ان پروگراموں میں حضور ﷺ کا نسب مبارک بیان ہوتا ہے والدین کریمین کا ذکر ہوتا ہے آپ کی آل، ازواج کا ذکر ہوتا ہے یہ تمام چیزیں شرک کی نفی کرتی ہیں۔ کیونکہ ان میں سے کوئی چیز معبود کے لئے ماننا جائز نہیں۔ جبکہ یہ سب چیزیں ہم حضور ﷺ کیلئے ثابت کر کے حضور ﷺ کے معبود ہونے کی نفی کرتے ہیں اور شرک تو تب ہو جب حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں معبود جانتے۔ (معاذ اللہ) لیکن محفل میلاد تو حضور ﷺ کی بندگی و رسالت کو ثابت کرتی ہے اور یہ چیز شرک کے خلاف ہے لہذا جو چیز شرک کی نفی کرے اس کو شرک کہنا اعلیٰ درجے کی حماقت ہے بلکہ ان کا اپنا ایمان خطرے میں ہے۔

جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ”جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہے تو اس کفر کو لے کر ان دونوں میں سے کوئی ایک لوٹے گا (بخاری و مسلم) یعنی اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کو کافر کہے اور اس میں کفر یہ بات ہے تو وہ کافر ہے اور اگر اس میں کوئی کفر یہ بات نہ ہو تو کہنے والا خود کافر ہو جائیگا۔ اب ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو محفل میلاد کو شرک اور منانے والوں کو شرک کہتے ہیں۔

اعمر ارض نمبر ۶۔ میلاد مناسبت نبوی وسنت صحابہ سے ثابت نہیں۔ لہذا یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

جواب: میلاد کی اصل (شکر خدا تعالیٰ، تعظیم رسول، محبت نبوی کا اظہار، صلوة وسلام، قرآن کی تلاوت، نعت خوانی، ذکر رسول، اشاعت فضائل نبوی، تبلیغ دین وغیرہم) شریعت میں موجود ہے صرف ہیئت کذائیہ (مخصوص صورت وانداز) اور تاریخ کا تعین لوگ اپنی مرضی کے مطابق خود کرتے ہیں۔ اس پر بدعت (سید) کا اطلاق ہر گز درست نہیں۔ اگر میلاد النبی ﷺ صرف اس لئے بدعت مردودہ ہے کہ وہ ایک نیا کام ہے تو پھر کوئی بھی بدعت مردودہ کے ارتکاب سے نہ بچ سکے گا، اور سیکڑوں کام مخالفین کے ہاں بھی دین میں مروج ہیں، جو سنت نبوی وسنت صحابہ سے ثابت نہیں مگر کوئی بھی انہیں بدعت قرار نہیں دیتا، مثلاً قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں ترجمے، قرآن کے حاشیے اور تفاسیر، قرآن پاک کے اعراب، روکھوں کی ترتیب و تعداد، مخصوص ترتیب کے ساتھ کتب احادیث، مسجدوں کے مینار، دینی مدارس میں پڑھائے جانے والے نصاب، جدید طریقے ہائے تعلیم، صرف نحو، منطق و بلاغت، فلسفہ دیگر علوم وفنون، مخالفین کے سالانہ جلوس، سیسینار، دستار فضیلت، ختم بخاری، تقسیم اسناد کی تقریب، صد سالہ جشن دیوبند اور تبلیغ دین کے جدید طریقے نیز بارہ ربیع الاول کے روز سیرت کانفرنس اور دیگر سیکڑوں خالص دینی کام اپنی مخصوص صورت کے ساتھ سنت نبوی وسنت صحابہ سے ثابت نہیں۔ اسی طرح بے شمار کاموں کی تاریخ اور وقت سب فرقوں کے لوگ خود مقرر کرتے ہیں۔ جیسا کہ تبلیغی اجتماعات کی تاریخ، تعلیم کیلئے نظام الاوقات، نماز کی جماعت کے لئے گھڑی کے مطابق روزانہ ایک ہی ناٹم کٹاؤ کا وقت اور تاریخ وغیرہ کوئی بھی اسے بدعت قرار نہیں دیتا۔ حالانکہ یہ نظام الاوقات سنت نبوی وسنت صحابہ سے ثابت نہیں، لوگ خود

ناتے ہیں۔ تو انصاف یہی ہے کہ تعلیم تبلیغ کے دیگر پروگراموں کی طرح میلاد شریف میں بھی نئی ہیئت کذائیہ (مخصوص انداز) اور بارہ ربیع الاول یا کسی اور تاریخ کے تعین سے بدعت کا ارتکاب لازم نہیں آتا۔

بدعت کی تعریف و اقسام

بدعت کا لغوی معنی ”نیا ایجاد اور نئی چیز ہے“ اور شرع (شریعت) میں بدعت ”دین میں وہ نئی چیز ہے جو نبی اکرم ﷺ کی ظاہری حیات میں نہ ہو“ بدعت کا ما ضدیہ حدیث نبوی ہے ”من احدث فی امرنا هذا ما لیس منہ فهو رد“ یعنی جو ہمارے دین میں کوئی نئی چیز پیدا کرے جو ہمارے اس دین میں سے نہ ہو تو وہ مردود ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الاقضية باب من احدث فی امرنا ما لیس منہ حدیث نمبر ۴۳۳۳)

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے برائی چیز کو مردود قرار نہیں دیا بلکہ اس چیز کو مردود قرار دیا جس کی اصل شرع میں موجود نہیں۔ اس حدیث پاک میں واضح اشارہ ہے کہ جس نئے کام کی اصل ہمارے دین میں موجود ہو وہ نیا کام بدعت سیدہ نہیں ہے۔ لہذا تعلیم کے جدید طریقے، قرآن مجید کے ترجمے، مسجدوں کے مینار، میلاد کے نئے انداز، بدعت سیدہ و مردود نہیں۔ کیونکہ ان سب کی اصل شرع شریف میں موجود ہے۔

اس حدیث مبارکہ کے تحت محدثین نے بدعت کو ”بدعت حسنہ“ و ”بدعت سیدہ“ میں تقسیم کیا ہے اور بہت سے کام جو سنت نبوی وسنت صحابہ سے ثابت نہیں لیکن ان کی اصل شرع میں موجود ہے کو بدعت حسنہ قرار دیا ہے۔

(۱) بدعت حسنہ جو شریعت کے مطابق ہو (۲) بدعت سیدہ جو شریعت کے مخالف ہو۔

بدعت حسنہ کا بیان

اس پر دلیل حضور علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے کہ ”من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده“ (مسلم شریف) یعنی جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا۔ اور اس کا بھی جو اس پر عمل کریں گے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اسلام نے نئی ایجاد کا نہ صرف تصور دیا ہے بلکہ نیا طریقہ ایجاد کرنے کی ترغیب بھی دی ہے بشرطیکہ وہ نیا ایجاد ہونے والا طریقہ اچھا ہو۔ شریعت کو محبوب ہو۔ وہ کسی اسلامی اصول کے خلاف نہ ہو۔ اس بدعت کو فقہاء دھرمین نے بدعت حسنہ کا نام دیا ہے۔ اسکی مثال صحابہ کرام کے دور میں تدوین قرآن (۱)، نماز تراویح یا جماعت ادا کرنا ہے، نماز تراویح کی جماعت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ہوئی جس پر آپ نے فرمایا ”نعمۃ البدعة هذه“ یہ کتنی اچھی بدعت (نیا کام) ہے بدعت حسنہ کی پھر تین قسمیں ہیں: (۱) واجب: جیسا کہ قرآن وحدیث کو سمجھنے کیلئے علم صرف و نحو کا سیکھنا۔

(۲) مستحب: جیسا کہ مسافر خانہ و مدارس قائم کرنا، محفل میلاد منعقد کرنا۔

(۳) مباح: جیسا کہ عمدہ کھانے اور مختلف شرویات استعمال کرنا۔

بدعت سیرہ کا بیان

اس پر دلیل حضور علیہ السلام کا ارشاد پاک ہے کہ ”من سن فی الاسلام سنة سیئة کان علیہ وزرہا ووزر من عمل بها من بعده“ یعنی جو شخص اسلام میں بُرا طریقہ جاری کرے اس پر اس کا گناہ بھی ہے اور ان کا بھی جو اس پر (۱) قرآن پاک کو صحیح کرنا۔

عمل کریں اس بدعت کو فقہاء نے بدعت سیرہ کا نام دیا ہے۔

بدعت سیرہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) حرام (۲) مکروہ

باقی رہا یہ اعتراض کہ حدیث مبارکہ میں ”کل بدعة ضلالة“ یعنی ہر بدعت گمراہی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تمام محدثین و شارحین کے نزدیک اس حدیث میں بدعت سے مراد صرف بدعت سیرہ ہے شارح مسلم امام نوویؒ و دیگر کئی آئمہ نے بدعت کی ان پانچ (۱) قسموں پر اتفاق کیا ہے۔ معترضین یا تو بدعت کی ان اقسام سے خود جاہل ہیں یا عوام کو جہالت میں رکھنا چاہتے ہیں انہیں صرف یہ تقریر سناتے ہیں کہ ہر وہ نیا کام جو حضور ﷺ کے زمانہ میں نہیں ہوتا تھا۔ وہ بدعت ہے پھر یہ حدیث سنا دیتے ہیں کہ ”کل بدعة ضلالة“ کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔ اگر فقہاء و آئمہ کرام کی بیان کردہ پانچوں اقسام بدعت کو نہ مانیں اور معترضین کی تقریر کو ماننے ہوئے ہر بدعت کو گمراہی قرار دیں تو کوئی انسان بدعت کے ارتکاب سے محفوظ نہیں رہے گا۔ پھر کوئی بھی ہدایت پہ نہیں رہے گا۔ لہذا ان معترضین کا اعتراض جہالت و حماقت کے سوا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اور ثابت ہوا کہ محفل میلاد اس اعتراض سے پاک ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ”جاء الحق“ میں بدعت کی بحث کے دوسرے باب میں فرماتے ہیں کہ ”ہم نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو اپنے مناظر و میں کہا تھا کہ آپ حضرات چار چیزوں کی صحیح تعریف کر دیں جس پر کوئی اعتراض نہ ہو جامع مانع ہو تو جس قدر چاہے ہم سے انعام لیں۔ بدعت، شرک، دین، عبادت اور اب بھی اپنے رب کے مجبور پر کہتے ہیں کہ دنیا کا کوئی دیوبندی کوئی غیر مقلد اور کوئی شرک و بدعت کی رٹ لگانے والا ان چار چیزوں کی تعریف

(۱) واجب، مستحب، مباح، حرام، مکروہ۔

ایسی نہیں کر سکتا جس سے اس کا مذہب بچ جائے۔ آج بھی ہر دیوبندی اور ہر غیر مقلد کو اعلان عام ہے کہ ان کی ایسی صحیح تعریف کرو جس سے محفل میلاد حرام ہو اور رسالہ قاسم و پرچہ اہل حدیث حلال، اولیاء اللہ سے مدد مانگنا شرک ہو اور پولیس وغیرہ سے استمداد (مدد مانگنا) عین اسلام۔ اور کہہ دیجئے ہیں کہ ”اَنْ شَاءَ اللہ“ (۱) یہ تعریفیں نہ ہو سکی ہیں اور نہ ہو سکیں گی۔ لہذا چاہیے کہ اپنے اس بے اصولے مذہب سے توبہ کریں اور اہل سنت و جماعت میں داخل ہوں۔ ”واللہ الموفق“

اعتراض نمبر ۷: عیدیں صرف دو ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ یہ تیسری عید میلاد النبی کہاں سے ثابت ہے؟ یہ عید منانا بدعت ہے۔

جواب یہ غلط ہے کہ سال میں عیدیں صرف دو ہیں۔ اسی مضمون میں ایک حدیث گزری جس میں حضور نبی کریم ﷺ نے جمعہ کو مسلمانوں کی عید قرار دیا (۲) اور جمعہ سال میں بچپاس کے قریب تعداد میں آتا ہے اسی طرح حج کے دن کو بھی حدیث پاک میں عید قرار دیا گیا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک یہودی نے کہا ”اے امیر المؤمنین! آپ کی کتاب قرآن مجید میں ایک آیت ہے جس کی آپ لوگ تلاوت کرتے ہیں۔ اگر ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس آیت کے نزول کے دن کو عید بنا لیتے“ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”وہ کون سی آیت ہے“ اس نے کہا ”الیوم اکملت لکم دینکم“ کہ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور میں نے تم پر اپنی نعمت مکمل فرمادی اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا“ (سورہ مائدہ)

(۱) یعنی ان شاء اللہ ان کی تعریفیں ہر کریں گے (۲) یہ حدیث اعتراض نمبر ۱ کے جواب میں ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اس دن اور جگہ کو بھی جانتے ہیں جہاں یہ آیت نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی“

ایک روایت میں ہے ”لَوُكَلْتُ يَوْمَ جُمُعَةٍ يَوْمَ عَرَفَةَ وَكَلَاهُمَا بِحَمْدِ اللہ لَعَا عَيْنٌ“ یعنی یہ آیت یوم عرفہ جمعہ کے دن نازل ہوئی۔ اور یہ دونوں الحمد للہ عز وجل ہمارے لئے عید ہیں، ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اسلام میں صرف دو عیدیں نہیں بلکہ اس کے علاوہ بھی عید کے دن ہیں۔

سعودی عرب میں سالانہ عید الوطنی منائی جاتی ہے۔ جس میں سعودی حکمرانوں کے علاوہ نجدی علماء بھی شامل ہوتے ہیں۔ بلکہ شامہ فہد سے فکری ریالوں کے لفافے وصول کرتے رہے ہیں۔ کبھی کسی عید میلاد النبی کے مخالف نے سعودیوں کی عید الوطنی کو بدعت قرار نہیں دیا۔ پاکستان میں یوم پاکستان منایا جاتا ہے۔ اور عید سے بڑھ کر جشن کی کیفیت ہوتی ہے کوئی بھی اس کی مخالفت نہیں کرتا۔

در اصل ابن لوگوں کی تربیت ایسے انداز سے کی گئی ہے کہ ان کے سینوں میں حبیب خدا ﷺ کا بغض و عناد بھردیا گیا ہے وگرنہ دیوبندی علماء نے کچھ عرصہ پہلے دیوبند میں صد سالہ ”جشن دیوبند“ منایا جس میں اندرا گاندھی مہمان خصوصی تھی۔ (العیاذ باللہ من ذالک)

۱۲ ربیع الاول یوم ولادت کو ”عید منانے کی اصل سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۱۱۳ ہے جس میں عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ”اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے (کھانوں کا) ایک دسترخوان نازل فرما۔ جو ہمارے پہلے اور پچھلے (سب کیلئے) عید بن جائے۔

جب کھانے کا اترنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کیلئے عید کا دن ہو سکتا

بے وسید الانبیاء کی تشریف آوری کا دن عید کیوں نہیں ہو سکتا۔ صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ کسی خاص نعمت کے نزول کے دن کو عید بنانا، خوشیاں منانا، اس دن کی تعظیم کرنا، عکبر نعمت بجلالنا، عبادتیں کرنا، طریقہ صالحین ہے، اسی لئے حضور اکرم ﷺ کی ولادت مبارک کے دن بید منانا۔ اور میلاد پڑھ کر شکر خدا جل جلالہ اور اظہار فخر و ر کرنا مستحسن و محمود ہے اور اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔

اعراض نمبر ۸:- میلاد میں ڈھول و ہکا، ناچ گانا اور دیگر خلاف شرع امور پائے جاتے ہیں ان خلاف شرع امور کی وجہ سے میلاد ناجائز و حرام ہے۔

جواب: کسی مسنون یا جائز کام میں حرام چیزوں کے مل جانے سے، اصل حلال کام حرام نہیں ہوتا، بلکہ حرام تو حرام رہتا ہے اور حلال، حلال، اس کی مثال انگور، کھجور اور گرم کا پونا ہے جس سے شراب تیار کی جاتی ہے تو ان چیزوں سے چونکہ شراب بنتی ہے تو کیا ہم ان کے اگانے کو منع کر سکتے ہیں؟ تو یہ بات کوئی عقل مند آدمی نہیں کہہ اور اسی طرح ہم اس مجلس کو بھی منع نہیں کر سکتے جس میں اللہ کے رسول ﷺ اور صالحین کی سیرت کا ذکر کیا جاتا ہو۔

۱۔ اہل سنت کے مسلک میں میلاد کے پروگرام میں ڈھول و ہکا اور دیگر خرافات (۱) قضا جائز نہیں، اگر بعض مقامات پر جہلا کے خرافات کی وجہ سے میلاد ناجائز ہے تو پھر نکاح بھی ناجائز ہوتا چاہے کیونکہ ہر جگہ نکاح کے موقع پر بھی خرافات و ڈھول و ہکا اور ناچ گانے مروج ہیں۔ حالانکہ کوئی بھی اصل نکاح کو ناجائز نہیں کہتا، اسی طرح اصل میلاد بھی ناجائز ہے۔ صرف خرافات جہاں کہیں بھی مروج ہیں ناجائز ہیں۔ اور علماء دین اور مشائخ کا بھی منصب شرعی ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تحت میلاد اور اس بزرگان دین کو خلاف شرع غلط رسوم سے پاک کریں۔

بعض اصلاح طلب امور

عید میلاد النبی ﷺ کے منانے سے متعلق ہم نے جو اہل سنت کا نظریہ پیش کیا ہے۔ اس کے جائز ہونے میں کسی مسلمان کو شک و شبہ اور اختلاف کرنے کی گنجائش نہیں اور اگر کسی جگہ محافل میلاد میں کوئی غیر شرعی کام ہوتا ہے تو اس کی بناء پر میلاد کی تمام محافل کو بدعت سیئہ، ناجائز اور حرام قرار دینا اور مسلمانوں سے ان کو بند کرنے کی اپیلیں کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص عید الفطر، عید الاضحیٰ، چودہ اگست اور تیس مارچ کے میلوں ٹیلیوں اور نکاح میں بعض غیر شرعی چیزوں کو دیکھ کر یہ کہے کہ عیدین کی نمازیں اور قومی تہوار یا نکاح کی تقریب ناجائز اور حرام ہے۔ (نعوذ باللہ) دراصل عموماً ہوتا یہ ہے کہ ایسے کام میں بعض دنیا دار، بُرائی اور فسق و فجور کے پہلو نکال دیتے ہیں مثلاً، عید الفطر اور عید الاضحیٰ مسلمانوں کی اجتماعی عبادات اور خوشی کے ایام ہیں لیکن ان ایام کو میلہ کی شکل دے دی گئی ہے پارکوں اور تفریح گاہوں میں عورتوں اور مردوں کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے عورتیں سرخی، پاؤں اور دیگر کاسکس کے لوازمات سے بن سزور کر، ساحل سمندر، پارکوں اور عام تفریح گاہوں میں گھومتی پھرتی ہیں۔ اور آبشار لوگ فحش حرکات کرتے ہیں۔ ان تمام جگہوں پر بلند آواز میں لاؤڈ سپیکر پر فلمی گانے لگائے جاتے ہیں جگہ جگہ میلہ لگتا ہے جس میں ناچ گانے اور تمام خرافات ہوتی ہیں، ان ناجائز امور اور غیر شرعی حرکات کی بناء پر کوئی مسلمان شخص یہ نہیں کہتا کہ ”عیدین کے ایام میں یہ غیر شرعی امور ہوتے ہیں اس لئے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز بند کر دی جائے یا عید کے دن خوشی نہ کی جائے لوگ نہادھو کر نئے کپڑے پہن کر عید گاہوں میں نہ جائیں“ کہ اس سے ان خرافات کا دروازہ کھلتا ہے عید کی نماز سنت موکدہ ہے اور اگر کسی سنت پر عمل کرنے سے بے شمار

حرام کاموں کا دروازہ کھلتا ہے تو پھر اس سنت کو ترک کر دینا چاہئے اسی طرح چودہ اگست اور تیس مارچ تو ہی تہوار ہیں لیکن ان تہواروں میں بھی یہی خرافات ہوتی ہیں لیکن ان خرافات کی بناء پر کسی نے یہ نہیں کہا کہ ان تو ہی تہواروں کو منانا بند کر دیا جائے اسی طرح نکاح میں بالعموم گانے بجانے عورتوں اور مردوں کے مخلوط اجتماعات اور دیگر خرافات ہوتی ہیں لیکن اس کی وجہ سے نکاح کو مذموم یا ممنوع نہیں کہا جاسکتا۔ اس لئے اگر بعض جگہ محافل میلاد میں کوئی خرابی ہوتی ہے تو اس سے محفل میلاد کو بند نہیں کیا جائے گا۔

آج کل کبھی شخص کی عظمت و شوکت کے اظہار کا ایک ذریعہ جلوس بھی ہے اس امر کے پیش نظر جلوس نکالنا بلاشبہ ایک امر مستحسن ہے لیکن بعض غیر معتدل لوگ برٹیک اور ایچھے کام میں ہوا دھوس کے تقاضے سے برائی کے راستے نکال لیتے ہیں۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ بعض مقامات پر میلاد النبی کے جلوس کے تقدس کو بالکل پامال کر دیا گیا ہے جلوس میں مختلف گاڑیوں پر فلمی گانے چلائے جاتے ہیں اور نوجوان لڑکے فحش حرکتیں کرتے اور گانوں کی دھنوں پر ناچتے ہیں۔ جلوس تنگ راستوں سے گزرتا ہے تو نوجوان لڑکیاں اور عورتیں شرکاء جلوس پر پھولی وغیرہ پھینکتی ہیں اور نماز کے اوقات میں جلوس چلتا رہتا ہے مساجد کے آگے سے گزرتا ہے اور نماز کا کوئی احترام نہیں کیا جاتا، حالانکہ نماز فرض ہے۔ اس قسم کے جلوس میلاد النبی کے تقدس پر بدنام داغ ہیں۔ ان کی اگر اصلاح نہ ہو سکے تو ان کو زور بند کر دینا چاہئے۔ کیونکہ ایک امر مستحسن کے نام پر ان حریمات کے ارتکاب کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔ البتہ ان غیر شرعی جلوسوں کو دیکھ کر مطلقاً عید میلاد النبی کے جلوسوں کو حرام اور ناجائز کہنا صحیح نہیں اور جن شہروں اور جگہوں میں عید میلاد النبی کے جلوس اپنی شرعی حدود و حدود کے ساتھ نکلتے ہیں ان جلوسوں پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔ غرض یہ کہ

خصوصاً حضرت محمد ﷺ کی وہ نعمت عظمیٰ ہیں جن سے پوری مخلوق خداوندی نے استفادہ کیا اور تاقیامت مستفید ہوتی رہے گی۔ لہذا عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر مسلمان نہایت جوش و ولولہ اور عقیدت و احترام سے اپنی روحانی مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ ملک کے تمام بڑے اور چھوٹے شہروں اور قصبوں میں جلوس نکالے جاتے ہیں۔ میلاد النبی ﷺ اور سیرت النبی ﷺ کے عنوان سے تقاریب منعقد کی جاتی ہیں۔ نیز قرآن خوانی اور غرباء میں صدقات و خیرات کی تقسیم کے ذریعے رسول اکرم ﷺ کی روح پر فروح کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔

یہ تمام امور باعث برکت، موجب رضائے الہی اور عظمت اسلام کے آئینہ دار ہیں۔ لیکن چند باتوں کی اصلاح ضروری ہے تاکہ اس مقدس اور پاکیزہ تقریب کے ثمرات و برکات سے صحیح معنوں میں فائدہ اٹھایا جاسکے جھنڈیوں پر گنبد خضریٰ اور کعبہ کا نقشہ یا عید میلاد النبی کے الفاظ ہرگز نہ چھاپے جائیں۔ کیونکہ یہ جھنڈیاں، بازاروں اور گلیوں میں لٹائی جاتی ہیں۔ ظاہر ہے کسی وقت انہوں نے ٹوٹنا ہے اس طرح یہ پاؤں کے نیچے آکر بے ادبی کا باعث بنتے ہیں۔ دوکاندار اور خریدار اس مقدس تہوار کا تقدس پیش نظر رکھیں۔

بہن جلوس میلاد میں ہر غیر شرعی حرکت سے احتساب کیا جائے۔ بد اخلاقی اور بد شکلی ہر وقت منع ہے خصوصاً اس پاکیزہ ماحول میں نہایت احتیاط لازمی ہے۔

(خطبات و مقالات از علامہ محمد صدیق بزاروری)

☆ داڑھی منڈے نعت خوانوں کو چاہیے کہ وہ حضور ﷺ کی پیاری سنت، داڑھی مبارک کو اپنے چہرہ پر سجائیں۔ اور ایسی نعتیں پڑھیں جن میں کوئی خلاف شرع بات نہ ہو۔ نیز قرآن پاک، انبیاء کرام علیہم السلام، ملائکہ و جنت کی توہین کا کوئی پہلو نہ نکلتا ہو۔

☆ نعت گانے کی طرز اور دھن پر نہ ہو۔ اس طرح اکثر لوگوں کا ذہن اس گانے کی طرف چلا جاتا ہے۔ جس سے بجائے فائدے کے نقصان ہوگا۔
☆ دوران محفل اور دوران جلوس نماز کا خاص خیال رکھا جائے۔ کیونکہ نماز تو بہر حال فرض ہے۔

☆ عورتیں ایسی محافل میں شرکت نہ کریں تو بہتر ہے کیونکہ انہیں نماز جمعہ و عیدیں کے لئے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے محافل میں جانا تو ایک مستحب عمل ہے۔ اور اگر جائیں تو پردے کا خاص خیال رکھیں۔ مردوزن کا اختلاط نہ ہو۔ اور نہ ہی ان کی آواز چار دیواری سے باہر جائے۔



باب دوم

فصل اول

حدیث نور کے بیان میں

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقت کے اعتبار سے نور اور صورت کے اعتبار سے بے مثل بشر اور افضل البشر ہیں۔ بعض لوگوں نے کہا کہ حضور ﷺ صرف بشر ہیں نور نہیں اور بعض نے کہا آپ صرف نور ہیں بشر نہیں۔ یہ دونوں باتیں افراط و تفریط کی ہیں قرآن وحدیث سے یہ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر بھی ہیں اور نور بھی۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کی بشریت کا مطلقاً انکار کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

کتاب فطرت کے سروقی پر جو نام احمد رضا رحمہ اللہ رقم نہ ہوتا

تو نقش ہستی ابھر نہ سکتا، وجود لوح و قلم نہ ہوتا
یہ محفل کن فلک نہ ہوتی، جو وہ امام امم نہ ہوتا
زمین نہ ہوتی، فلک نہ ہوتا، عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا،
نہ روئے حق سے نقاب اٹھتا، نہ ظلمتوں کا حجاب اٹھتا
فروغ بخش نگار عرفان، اگر چراغِ حرم نہ ہوتا

حدیث نمبر ۱ عبدالرزاق (۱) روایت کرتے ہیں عمر سے وہ زہری سے اور وہ صاحب بن یزید رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا۔ (۲) بیہک اللہ تعالیٰ نے ایک درخت پیدا فرمایا جس کی چار شاخیں تھیں۔ اس کا نام ”یقین کا درخت“ رکھا۔ پھر نور مصطفیٰ ﷺ کو سفید موتی کے پردے میں پیدا کیا۔ جس کی مثال مورچہ جیسی تھی اور اس قد بل کو اس درخت پر رکھا نور مصطفیٰ ﷺ نے اس درخت پر ستر ہزار سال کی مقدار اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دنیا کا آئینہ پیدا فرمایا اور اس کے سامنے رکھ دیا۔ جب مور نے اس میں دیکھا تو اسے اپنی صورت انتہائی حسین و جمیل دکھائی دی۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے شرم کر پانچ مرتبہ سجدہ کیا، تو وہ سجدے ہم پر پانچ وقتوں میں فرض ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ اور آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض فرمادیں۔

(۱) حافظ الحدیث امام ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الخیر الیٰ اللہ تعالیٰ انہی اللہ حافظ حدیث اور اصحاب تفسیر میں سے تھے۔ (۲) امام احمد بن حنبل (رحمہ اللہ) میں پیدا ہوئے۔ امام میں وفات پائی۔ ہزاروں لوگوں نے آپ سے علم حاصل کیا۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ علیہ ان میں سے ایک ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد عبدالرزاق سے بہتر حدیث جاننے والا کوئی عالم نہیں دیکھا۔ (تہذیب الجذب و تکمال السیر امام ابن کثیر)

(۲) یہ حدیث حضور ﷺ کے نور کی تفسیق کے بیان میں ہے اسے اور بعد والی حدیث کو امام عبدالرزاق اپنی مصنف میں بیان کیا ہے جو کہ صحاح ستہ سے بھی پہلے کی تصنیف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس نور کی طرف نظر فرمائی تو اللہ تعالیٰ سے حیا کی وجہ سے اس نور کو پسینہ آگیا۔ چنانچہ آپ کے سر مبارک کے پسینے سے فرشتے، چہرہ اقدس کے پسینے سے عرش، کرنی، قلم، شمس و قمر، قلاب، ستارے اور جو کچھ آسمان میں ہے پیدا کیا گیا آپ کے سینہ مبارک کے پسینے سے انبیاء و مرسل علماء و شہداء اور صالحین پیدا کیئے گئے۔ آپ کے ابروؤں کے پسینے سے مومن مردوں اور عورتوں مسلمان مردوں اور عورتوں کی جماعت پیدا کی گئی۔ آپ کے کانوں کے پسینے سے مشرق کی زمین اور جو کچھ اس میں ہے پیدا کیا گیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے نور مصطفیٰ ﷺ کو حکم دیا کہ آگے کی جانب دیکھیے، نور مصطفیٰ ﷺ نے آگے کی طرف دیکھا تو آگے نور دکھائی دیا، پیچھے بھی نور، دائیں بھی نور، اور بائیں بھی نور دکھائی دیا، یہ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔

پھر اس نور نے ستر ہزار سال تسبیح پڑھی، پھر اللہ تعالیٰ نے نور مصطفیٰ ﷺ سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نور پیدا کیا۔ پھر اس نور کی طرف نظر کی تو ان کی روجوں کو پیدا کیا، تو انہوں نے پڑھا، "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پھر اللہ تعالیٰ نے سرخ عقیق کی قندیل پیدا کی جس کے باطن سے اس کا ظاہر دکھائی دیتا تھا۔ پھر حضرت محمد ﷺ کی دنیا کی صورت جیسی صورت پیدا کی اور اسے قیام کی حالت میں اس قندیل میں رکھا۔ اس کے بعد روجوں نے نور مصطفیٰ ﷺ کے گرد تسبیح اور کلمہ طیب پڑھتے ہوئے ایک لاکھ سال طواف کیا پھر ان سب کو حکم دیا۔ کہ اس صورت مقدس کی زیارت کریں۔ بعض نے آپ کا چہرہ انور دیکھا تو وہ امیر عادل بن گئے بعض نے آپ کی آنکھیں دیکھیں تو وہ کلام اللہ کے حافظ بن گئے، بعض نے آپ کے ابرو دیکھے تو وہ خوش بخت بن گئے، بعض نے آپ کے رخسار دیکھے تو وہ

حسن اور عقل مند بن گئے، بعض نے آپ کی ناک مبارک دیکھی تو وہ حکیم، طیب اور عطار بن گئے۔ بعض نے آپ کے ہونٹ دیکھے تو خوب صورت چہرے والے اور وزیر بن گئے، بعض نے آپ کا دہن مبارک دیکھا تو روزے دار بن گئے، بعض نے آپ کے دانت مبارک دیکھے تو وہ حسین چہرے والے مرد اور عورتیں بن گئے، بعض نے آپ کی زبان اقدس دیکھی تو وہ بادشاہوں کے سفیر بن گئے، بعض نے آپ کے بابرکت گلے کو دیکھا تو وہ واعظ، مؤذن اور نصیحت کرنے والے بن گئے، بعض نے آپ کی داڑھی شریف دیکھی، تو مجاہد فی سبیل اللہ بن گئے، بعض نے آپ کی متوازن گردن دیکھی تو وہ تاجر بن گئے، بعض نے آپ کے دونوں بازو دیکھے تو وہ نیزے باز اور شیر زن بن گئے، بعض نے آپ کا دایاں بازو دیکھا تو وہ خون نکالنے والے بن گئے، بعض نے آپ کا بائیں بازو دیکھا تو وہ مجاہد اور جلا دین گئے، بعض نے آپ کی دائیں ہتھیلی دیکھی، تو صراف اور نقاش و نگار بنانے والے بن گئے، بعض نے آپ کی بائیں ہتھیلی دیکھی تو وہ نعلے کا نپ تول کرنے والے بن گئے، بعض نے آپ کے دونوں ہاتھ دیکھے تو وہ نجی اور راستا بن گئے، بعض نے آپ کے دائیں ہاتھ کی پشت دیکھی تو وہ رگ ریز بن گئے، بعض نے آپ کے بائیں ہاتھ کی پشت دیکھی تو وہ لکڑ ہارے بن گئے، بعض نے آپ کی انگلیوں کے پورے دیکھے تو وہ خوش نویس بن گئے، بعض نے آپ کے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کی پشت دیکھی تو وہ درزی بن گئے، بعض نے آپ کے بائیں ہاتھ کی پشت دیکھی تو وہ لوہار بن گئے، بعض نے آپ کا سینہ انور دیکھا تو وہ عالم، شکر گزار، اور مجتہد بن گئے، بعض نے آپ کی پشت مبارک دیکھی تو وہ متواضع اور امر شریعت کو روشن کرنے والے بن گئے، بعض نے آپ کی روشن پیشانی دیکھی تو وہ غازی بن گئے، بعض نے آپ کا شکم اطہر دیکھا تو وہ قناعت پیشہ اور زاہد بن گئے، بعض نے آپ کے دونوں گھٹنوں کو

دیکھا تو وہ رکوع و سجود کرنے والے بن گئے، بعض نے آپ کے پائے اقدس دیکھے تو شکاری بن گئے، بعض نے آپ کے مقدس تلوار دیکھے تو پیدل چلنے کے عادی بن گئے۔ بعض نے آپ کا سایہ دیکھا تو وہ گویے اور ظہور سے والے بن گئے اور بعض بدقسمت وہ تھے جنہوں نے آپ کی طرف دیکھا ہی نہیں تو وہ فرعون وغیرہ کی طرح ربوبیت کے دعویدار بن گئے، بعض نے آپ کی طرف دیکھنے کی کوشش کی مگر وہ دیکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ تو وہ غیر مسلم یہودی اور عیسائی وغیرہ بن گئے۔

شیخ دل مشکوۃ تن سینہ زجاجہ نور کا تیری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا تیری نسل پاک سے ہے، پچہ پچہ نور کا تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا وضع واضح میں تیری صورت ہے معنی نور کا یوں مجاز آچاہیں جس کو کہہ دیں کلمہ نور کا یہ جو مہر و ماہ پر اطلاق آیا نور کا بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا ک گیسوہ دہن کی ابرو آنکھیں راحہ چھلکا۔ عرص ان کا ہے چہرہ نور کا (امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

حدیث نمبر ۲: امام عبد الرزاق، معمر سے وہ ابن مکتدر سے، وہ حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کو نور کو پیدا فرمایا، پھر اس میں ہر خمر کو پیدا کیا اور ہر شے کو اس کے بعد پیدا کیا اور جب اس نور کو پیدا کیا تو اسے اپنے سامنے مقام قرب میں بارہ ہزار سال قائم کیا، پھر اسے چار قسمیں بنایا، تو ایک قسم سے عرش اور کرسی کو پیدا کیا، ایک قسم سے عرش کے حاملین اور کرسی کے خازنوں کو پیدا کیا۔ (۱)

چوتھی قسم کو مقام محبت میں بارہ ہزار سال رکھا، پھر اسے چار حصے کیا، ایک (۱) اس جگہ تیری قسم کا ذکر نہیں کیا گیا۔

سے قلم دوسرے سے لوح تیسرے سے جنت بنائی، پھر چوتھے کو مقام خوف میں بارہ ہزار سال رکھا اور اسے چار حصے کیا، ایک سے ملائکہ دوسرے سے سورج، تیسرے سے چاند اور ستارے بنائے، پھر چوتھے حصے کو مقام رجائیں بارہ ہزار سال رکھا، پھر اسے چار حصے کیا، ایک سے عقل دوسرے سے علم و حکمت، تیسرے سے عصمت و توفیق بنائی، پھر چوتھی جزء کو بارہ ہزار سال مقام حیائیں قائم کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف نظر کرم فرمائی تو اس نور کو پسینہ آگیا اور اس سے نور کے ایک لاکھ چوبیس ہزار قطرے ٹپکے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قطرے سے کسی نبی یا رسول کی روح کو پیدا فرمایا۔ پھر انبیاء کرام کی روحوں نے سانس لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے سانسوں سے قیامت تک ہونے والے اولیاء شہداء اور باب سعادت اور اصحاب اطاعت کو پیدا فرمایا۔

تو عرش اور کرسی میرے نور سے، کڑ و دیباں میرے نور سے، فرشتے اور اصحاب روحانیت میرے نور سے، جنت اور اس کی نعمتیں میرے نور سے، ساتوں آسمانوں کے فرشتے میرے نور سے، سورج، چاند اور ستارے میرے نور سے، عقل اور توفیق میرے نور سے، رسولوں اور انبیاء کی روحوں میرے نور سے، شہداء شہداء اور صالحین میرے نور سے پیدا ہوئے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے بارہ ہزار پر دے پیدا فرمائے اور میرے نور یعنی چوتھی جزء کو ہر پر دے میں ایک ہزار سال رکھا۔ یہ عبودیت، سیکندہ، صبر، صدق اور یقین کے مقامات تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس نور کو ہر پر دے میں ایک ہزار سال غوطہ دیا اور جب اللہ تعالیٰ نے اس نور کو ان پر دوں سے نکالا تو اسے زمین پر اتار دیا، تو جس طرح اندھیری رات میں چراغ سے روشنی ہوتی ہے، اس طرح اس نور سے مشرق سے لے کر مغرب تک کی فضا منور ہوگئی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے زمین سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، تو وہ نور ان

کی پیشانی میں رکھ دیا۔ ان سے دو نور حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا۔ وہ نور طاہر سے طیب اور طیب سے طاہر کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت عبداللہ بن عبدالطلب کی پشت تک پہنچا دیا اور وہاں سے ہماری والدہ حضرت آمنہ بنت وہب کے رحم کی طرف منتقل کیا۔ پھر ہمیں اس دنیا میں جلوہ گر کیا اور ہمیں رسولوں کا سرودار، خاتم الانبیاء، تمام جہانوں کے لئے رحمت جسم اور روشن اعضاء وضو والوں کا قائد بنایا۔ اسے جابر! اس طرح تیرے نبی کی تخلیق کی ابتدا ہوئی۔

رازِ دہانِ حقیقت، سراج امت سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی اولیت کو اس شعر میں کس جامعیت سے بیان کیا ہے۔
 اَنْتَ الْاَوَّلُیْ لَوْ لَکَ مَا خَلَقَ اَمْرٌ کَلَّا وَلَا خَلِیْقَ الْاَوَّلُیْ لَوْ لَکَ
 "یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ نہ ہوتے تو ہرگز کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا اور نہ ہی کوئی مخلوق پیدا کی جاتی۔"

علامہ محمد اقبال نے اس مفہوم کو یوں ادا کیا۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو چمنِ دہر میں کلیوں کا تنم بھی نہ ہو
 یہ نہ ساقی ہو تو پھرے بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو بزمِ توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو
 خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے بزمِ ہستی تیشِ آمادہ اسی نام سے ہے

نسل دوم

﴿در بیان سیرت طیبہ﴾

لقد کن لکھ فی رسول اللہ لیسۃ حسنة (القرآن)
 "حقیقت تمہارے لئے حضور ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے"

ولادت باسعادت

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت بروز پیر بارہ ربیع الاول عام الفیل مطابق بائین اپریل ۵۷۱ء بمطابق یکم جنہ ۶۲۸ ہجری بوقت طلوع صبح صادق، قبل طلوع آفتاب ہوئی۔ جب کہ آپ کے والد حضرت عبداللہ کی وفات ہو چکی تھی۔ آپ نے سب سے پہلے اپنی والدہ محترمہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ نوش فرمایا۔ سات روز بعد حضرت مویبہؓ کا اور چند روز بعد حضرت حلیمہ سعدیہؓ کی آغوش رضاعت میں اور پھر پانچ سال کی عمر میں اپنی والدہ کی آغوش میں تشریف لائے۔ جب آپ کی عمر چھ سال تھی کہ آپ کی والدہ محترمہ کی وفات ابواء کے مقام پر مدینہ منورہ کی طرف پہلے سفر کے دوران ہوئی۔ ابواء سے آپ کی واپس برکت بہت ثقلیہ معروف "ام ایمن" آپ کو مکہ معظمہ لے آئیں۔ اور آپ اپنے دادا عبدالطلب کی وفات کے بعد اپنے چچا ابوطالب کی کفالت میں آ گئے۔

- ☆ آپ کے دادا حضرت عبدالطلب کی وفات اور آپ کی عمر ۸ سال۔
- ☆ آپ کا پہلا تجارتی سفر شام کی طرف ہمراہ چچا ابوطالب عمر بارہ سال۔
- ☆ حبشہ انفسول میں شرکت عمر ۱۶/۱۵ سال۔
- ☆ حضرت خدیجہ الکبریٰ سے نکاح عمر ۲۵ سال۔
- ☆ اہل مکہ کی طرف سے صادق دامن کا خطاب عمر ۳۰ سال۔

- ☆ نبی اسرار و رموز کا آغاز و ظہور عمر ۳۳ سال۔
- ☆ حجر اسود بیت اللہ میں نصب کرنے کے لئے بحیثیت ثالث تقرر عمر ۳۵ سال
- ☆ غار حرا میں شب و روز عبادت عمر ۳۷ سال۔
- ☆ بعثت نبوی بروز پیر ۹ ربیع الاول عمر ۴۰ سال۔
- ☆ آغاز نزول قرآن جمعرات ۷ رمضان ۱ نبوی۔
- ☆ تبلیغ و دعوت اسلام کا ابتدائی مرکز دارالارقم
- ☆ گیارہ مرد چار گورتیں کل ۱۵ مسلمانوں کی پہلی ہجرت حبشہ عمر ۴۵ سال رجب ۵ نبوی۔
- ☆ دوسری مرتبہ ۸۳ مرد ۱۸ عورتوں کی ہجرت حبشہ عمر ۴۶ سال ۶ نبوی۔
- ☆ کفار مکہ کی طرف سے بائیکاٹ عمر ۴۷ سال۔ یکم محرم ۷ نبوی
- ☆ معاشرتی بائیکاٹ کا خاتمہ عمر ۵۰ سال ۱۰ نبوی
- ☆ چچا ابوطالب و حضرت خدیجہ الکبریٰ کی وفات عمر ۵۰ سال ۱۰ نبوی
- ☆ سفر طائف عمر ۵۰ سال شوال ۱۰ نبوی
- ☆ واقعہ معراج و فرضیت نماز خمسہ عمر ۵۲ سال ۲۷ رجب ۱۲ نبوی
- ☆ بیت عقی اولیٰ عمر ۵۲ سال ذوالحجہ ۱۲ نبوی ۶۲۱ عیسوی
- ☆ بیعت عقی ثانی عمر ۵۳ سال ۱۳ نبوی ۶۲۲ عیسوی
- ☆ مدینہ منورہ کے ۳۷ مردوں ۳ عورتوں کا قبول اسلام عمر ۵۳ سال ۱۲ نبوی
- ☆ ہجرت از مکہ معظمہ داخلہ غار ثور عمر ۵۳ سال ۲۷ صفر ۱۳ نبوی
- ☆ قبائش تشریف آوری عمر ۵۴ سال۔ بروز پیر ۸ ربیع الاول ۱۳ نبوی
- ☆ داخلہ مدینہ منورہ ۱۲ ربیع الاول۔ ۱ ہجری۔ ستمبر ۶۲۲ عیسوی
- ☆ فرضیت جمعہ کا حکم عمر ۵۴ سال۔ ۱ ہجری۔ ۶۲۲ عیسوی

- ☆ قیام بزم مکان ابوالیوب انصاری عمر ۵۴ سال ۱۵۔ ۶۲۳ ع۔
- ☆ بنیاد مسجد نبوی حکم اذان عمر ۵۴ سال ۶۲۳ ع۔
- ☆ علم تحویل کعبہ در مسجد قبلتین دوران نماز ظہر ۱۵ شعبان ۲ ہجری
- ☆ فضیلت روزہ و زکوٰۃ جہاد یکم رمضان المبارک ۲۔
- ☆ نماز عید الفطر کی پہلی مرتبہ ادائیگی یکم شوال المکرم ۲۔
- ☆ غزوہ بدر عمر ۵۵ سال۔ جمعہ ۷ رمضان ۲۔
- ☆ معرکہ احد و حرمت شراب عمر ۵۶ سال ۳۔
- ☆ غزوہ خندق عمر ۵۸ سال ذیقعدہ ۵۔ ۶۲۷ ع۔
- ☆ زنا فتنہ الغان کے فوجداری قوانین کا نفاذ پردے کا حکم عمر ۵۸ سال ۵۔
- ☆ صلح حدیبیہ عمر ۵۹ سال ذیقعدہ ۶۔ ۶۲۸ ع۔
- ☆ مسلمانوں کا پہلا عمرہ عمر ۶۰ سال ۷۔ ۶۲۹ ع۔
- ☆ فتح قلعہ خیبر یکم محرم الحرام ۷۔
- ☆ دنیا کے مختلف بادشاہوں کے نام دعوت اسلام کے خطوط عمر ۶۰ سال محرم ۷۔
- ☆ فتح مکہ معظمہ ۲۰ رمضان المبارک ۸۔ جنوری ۶۳۰ ع۔
- ☆ اسلامی حکومت کا قیام حکام کا تقرر۔ عمر ۶۰ سال ۸۔
- ☆ فوجوں کی آرٹھنی سیاسی انتظامات عمر ۶۰ سال ۸۔
- ☆ صدقات و زکوٰۃ کے حصہ داروں کا تقرر عمر ۶۱ سال ۹۔
- ☆ واقعہ تبوک رجب ۹۔ ۶۳۱ ع۔
- ☆ ادائیگی حج بامارت صدیق اکبر ذوالحجہ ۹۔
- ☆ مختلف قبائل اور ممالک کے وفود کی آمد ذوالحجہ ۹۔
- ☆ خطبہ حجۃ الوداع (آپ کا امت سے آخری خطاب) عمر ۶۳ سال ۱۰۔

وصال سے پانچ روز قبل مسجد نبوی میں امت محمدیہ سے آخری خطاب جمعرات نماز ظہر ۱۱ھ
وصال حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بوقت چاشت عمر شریف ۶۳ سال ۲ ربیع الاول ۱۱ھ

سلسلہ نسب:

حضور ﷺ کا سلسلہ نسب یہ ہے:

سیدنا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی
بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ
بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان اور عدنان حضرت
اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ کی اولاد سے ہیں۔ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)۔
حضور ﷺ کے دودھ شریک (رضاعی) بہن بھائی۔

(۱) عبد اللہ (۲) انیسہ (۳) صدیقہ (۴) حذافہ جو شیماء کے لقب سے مشہور
تھیں۔ حضرت عبد اللہ اور حضرت شیماء شرف باسلام ہوئے۔ باقی حضرات کا حال
معلوم نہیں۔ آپ کے چچا حضرت حمزہؓ نے بھی بچپن میں حضرت ثویبہ کا دودھ پیا
تھا۔ اس لئے وہ بھی رضاعی بھائی ہوئے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مادری زبان عربی ہے۔ قرآن مجید
بھی عربی اور اہل جنت کی زبان بھی عربی ہوگی۔ آپ کا لباس عموماً سفید
سادہ موٹا اور روئی سے تیار شدہ ہوتا۔ ملبوسات میں جبہ چادر و عمامہ ٹوپی
تہ بند، موزے وغیرہ شامل تھے۔ سبز رنگ کی یمنی چادر آپ کو بہت پسند
تھی۔ جو بردیمانی کے نام سے مشہور ہے۔ سرخ لباس مردوں کو منع
فرماتے۔ اکثر سیاہ عمامہ اور عمامے کے نیچے ٹوپی استعمال فرمائی۔ غماشی اور

ناخروہ لباس ناپسند فرماتے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصوصی دوست قبل از اعلان
نبوت: (۱) حضرت ابوبکر صدیقؓ (۲) حضرت حکیم بن حزامؓ۔ رئیس مکہ اور
حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے چچا زاد بھائی۔ جنہوں نے قبول اسلام کے بعد
مکہ کا دارالندوہ ایک لاکھ درہم میں خرید کر خیرات کر دیا۔ حضور سے عمر میں
۵ سال بڑے تھے۔ (۳) حضرت ضاد بن ثعلبہؓ "ازد" قبیلہ کے مشہور
طیب تھے۔ جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے
کلام اللہ سن کر۔ اعلان کیا تھا کہ "یہ کسی مجنون کا کلام نہیں۔ بلکہ اللہ کا ہے"
اور حلقہ گلوں اسلام ہوئے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں" ازواج
مطہرات کی تعداد گیارہ ہے آپ ملت اسلامیہ کے ہر فرد ہر مکہ گو حکما و احرامائے
ہیں۔ درحقیقت مادر ملت اسلامیہ بھی ہیں۔

(۱) حضرت خدیجہ الکبریٰؓ: والد: خویلد بن اسد۔ والدہ: قاطلہ بنت
زایدہ۔ لقب: طاہرہ۔ ولادت ۵۵۶ء۔ پہلا نکاح ابو ہالہ بن زرارہ تھیں سے ہوا۔
دو بچے "ہندہ ہالہ" پیدا ہوئے۔ دونوں صحابی ہیں۔ ابو ہالہ کی وفات کے بعد دوسرا
نکاح شقیق بن عامر مخزومی سے ہوا جس سے ایک لڑکی ہند پیدا ہوئی۔ شقیق کی وفات
کے بعد حضور کے نکاح میں آئیں۔ ابو طالب و ورقہ بن نوفل نے خطبہ نکاح پڑھا۔
نکاح کے وقت عمر ۴۰ سال اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر ۲۵ سال تھی۔ عورتوں

میں سب سے پہلے حضور ﷺ پر ایمان لائیں۔ نکاح کے بعد ۲۵ سال زندہ رہیں۔
۱۰ نبوی ۶۵ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ کوہِ ثور میں دفن ہوئیں آپ کے علاوہ
باقی تمام ازواج مطہرات مدینہ منورہ میں مدفون ہیں۔

(۲) ام المومنین حضرت سوہؓ۔ والد: زمہ۔ والدہ: شموں بنت قیس۔ ولادت:
۵۷۱ء۔ پہلا نکاح سکران بن عمر سے ہوا۔ حضرت سکران کی وفات کے بعد ماہ
شوال ۱۰ نبوی ۵۰ سال کی عمر میں حضور ﷺ سے نکاح ہوا۔

حضور کی عمر بھی ۵۰ سال تھی۔ آپ کی خدمت میں ۱۴ سال رہیں۔ ۶۳۳ء
کو ۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ”مومنوں کی اس ماں کا
جنازہ رات کو اٹھایا جائے۔“

(۳) ام المومنین سیدہ عائشہؓ۔ لقب: صدیقہ وحیدہ۔ والد: حضرت ابوبکر
صدیقؓ۔ والدہ: ام رومان زینب بنت عامر۔ پیدائش: ۴ نبوی نکاح۔ ماہ شوال ۱۰
نبوی ۶ سال کی عمر میں۔ اور ماہ شوال ۹ھ سال کی عمر میں۔ رسم عروسی ادا کی گئی۔
وقت نکاح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر ۵۰ سال۔ آپ ۹ سال حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی خدمت میں رہیں۔ ۵۷ھ میں وفات پائی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے جنازہ
پڑھایا۔ آپ سے ۱۲۱۰ احادیث مروی ہیں۔ حضرت ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں ”جو بھی
مشکل بات پیش آتی حضرت عائشہؓ کے پاس اس کا حل ہوتا“ امام زہریؒ فرماتے
ہیں۔ ”فرائض، حلال و حرام، فقہ، شاعری، طب، عرب کی تاریخ اور نسب کی بہت
بڑی عالمہ تھیں“ حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا گیا آپ کی وفات پر کس کس نے غم کیا؟
آپ نے جواب دیا ”جس جس کی وہ ماں تھی۔“

نوٹ: تمام امہات المومنین میں سے صرف حضرت عائشہ صدیقہ کنواری تھیں۔

(۴) ام المومنین حضرت حفصہؓ۔ والد حضرت عمر فاروقؓ۔ والدہ: زینب بنت

انصون۔ دس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ بعثت سے پانچ سال پہلے پیدا
ہوئیں۔ حضرت نفیس بن حدیقہؓ سے نکاح ہوا۔ غزوہ بدر میں آپ کی شہادت کے
بعد شعبان ۳ھ۔ ۲۱ سال کی عمر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نکاح ہوا۔ جبکہ
حضور ﷺ کی عمر ۵۵ سال تھی۔ حضور ﷺ کی خدمت میں ۸ سال رہیں۔ ۲۵ھ ۶۲
سال کی عمر میں وفات پائی۔ نماز جنازہ مروان بن الحکم نے پڑھائی۔ آپ سے ۶۰
حدیثیں مروی ہیں۔

(۵) ام المومنین سیدہ زینبؓ بنت خزیمہ۔ لقب ام المسکین۔ پیدائش ۵۹۸ء
پہلے عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں۔ جنگ احد ۳ھ میں ان کی وفات کے بعد
۳۰ سال کی عمر میں حضور ﷺ سے نکاح میں آئیں۔ بوقت نکاح حضور ﷺ کی عمر
۵۵ سال تھی۔ دو تین ماہ بعد وفات پا گئیں نماز جنازہ حضور ﷺ نے پڑھائی۔ جنت
الْبقیع میں دفن ہوئیں۔

(۶) حضرت ہند بنت امیہ المعروف ام سلمہؓ۔ والدہ: عائشہ بنت عامر۔ پہلا
نکاح عبداللہ بن عبدالاسد سے ہوا۔ دہلوں نے ہجرت حبشہ و مدینہ کی۔ ۳ھ میں
حضرت عبداللہ کی وفات کے بعد ۳۰ سال کی عمر میں حضور ﷺ سے نکاح ہوا جبکہ
حضور ﷺ کی عمر ۵۶ سال تھی۔ ۷ سال حضور کی خدمت میں رہیں۔ ازواج
مطہرات میں سب کے بعد ۸۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔ نماز جنازہ حضرت
ابو ہریرہؓ نے پڑھائی۔ آپ سے ۱۳۷۸ احادیث مروی ہے۔

(۷) ام المومنین حضرت زینبؓ۔ والد جحش والدہ امیہ بنت عبدالمطلب۔ حضور
ﷺ نے ان کا نکاح حضرت زید بن حارثہؓ سے کیا۔ زینب ہم آہنگی نہ ہونے کی وجہ
سے نکاح جلد ٹوٹ گیا۔ طلاق کے بعد ۳۶ سال کی عمر میں حضور ﷺ سے نکاح
ہوا۔ جبکہ آپ ﷺ کی عمر ۵۷ سال تھی۔ حضرت زینبؓ کو اس بات پر فخر تھا کہ خود

اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح حضور ﷺ سے کیا۔ ۲۰ھ - ۵۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ۶ سال حضور کی خدمت میں رہیں۔ حضرت عمرؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ سے ۱۱ احادیث مروی ہیں۔

(۸) ام المومنین حضرت جویریہؓ - آپ قبیلہ بنی مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی تھیں۔ ان کا نکاح مسافع بن مھنوف سے ہوا۔ غزوہ بدر ۵ھ میں اس کے قتل ہونے کے بعد ۲۰ سال کی عمر میں حضور ﷺ کے عقد میں آئیں۔ جب کہ آپ ﷺ کی عمر ۵۷ سال تھی۔ ۶ سال خدمت اقدس میں رہیں۔ ربیع الاول ۵۶ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ جنازہ مروان بن حکم نے پڑھایا۔ آپ سے ۷ احادیث مروی ہیں۔

(۹) نام رملہ: المعروف ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ - بنت ابوسفیان - والدہ صفیہ بنت ابی العاص - آپ حضرت امیر معاویہؓ کی بہن ہیں۔ آپ کا نکاح عید اللہ بن قیس سے ہوا۔ دونوں نے ہجرت حبشہ کی۔ عید اللہ وہاں عیسائی ہو کر مر گیا۔ شہادہ حبشہ نجاشی نے ۵۷ھ ۳۶ سال کی عمر میں آپ کا نکاح حضور ﷺ سے کر دیا۔ جبکہ حضور ﷺ کی عمر ۵۷ سال تھی۔ ۶ سال آپ کی خدمت میں رہیں۔ ۷۳ھ ۷۳ سال عمر پا کر ۳۳ھ میں وفات پائی۔ جنازہ حضرت عثمان غنیؓ نے پڑھایا۔ آپ سے ۶۵ احادیث مروی ہیں۔

(۱۰) ام المومنین حضرت صفیہؓ - والدہ بنی اخطب جو قبیلہ بنو نضیر کا سردار تھا۔ والدہ ضرر بنت سہیل - پہلا نکاح سلام بن مشکم دوسرا کنانہ بن ربیع سے فتح خیبر ۷ھ کنانہ کے قتل کے بعد حضور ﷺ کے حوالہ عقد میں آئیں۔ ۶۰ سال کی عمر میں ۵۰ھ میں وفات پائی۔ آپ سے ۱۱۰ احادیث مروی ہیں۔

(۱۱) ام المومنین حضرت میمونہؓ - والدہ حارث بن حزن والدہ ہند بنت عوف۔

۱۱ نکاح مسعود بن عمر ثقفی دوسرا ابوہریرہ بن عبد العزیز سے ہوا۔ اس کی وفات کے بعد حضرت عباسؓ نے ۷۷ھ کو ۳۶ سال کی عمر میں مقام سرف میں ان کا نکاح حضور ﷺ سے کر دیا۔ جبکہ حضور ﷺ کی عمر ۵۹ سال تھی۔ ۵۱ھ مقام سرف میں ہی وفات پائی۔ جنازہ حضرت ابن عباسؓ نے پڑھایا۔ آپ سے ۷۶ احادیث مروی ہیں۔

اولاد کرام

حضور ﷺ کے فرزندان ارجمند تین ہیں۔ (۱) حضرت قاسمؓ (۲) حضرت عبد اللہؓ آپ کی کنیت طیب اور طاہر ہے (۳) حضرت ابراہیمؓ۔

حضور ﷺ کی تمام اولاد حضرت خدیجہؓ سے تھی سوائے حضرت ابراہیمؓ کے۔ اور حضرت ابراہیمؓ حضرت ماریہؓ قبیلہ (جو کہ حضور ﷺ کی باندی تھی) کے گھٹن سے ہیں۔ سب سے بڑے حضرت قاسمؓ اور سب سے چھوٹے حضرت ابراہیمؓ ہیں۔ یہ سب بچپن میں ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ پہلے دونوں فرزند مکہ معظمہ میں اور حضرت ابراہیمؓ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں مدفون ہیں۔ بڑے لڑکے کی مناسبت سے حضور ﷺ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ حضور ﷺ کی چار بیٹیاں ہیں۔ سیدہ زینبؓ سیدہ رقیہؓ سیدہ ام کلثومؓ اور سیدہ النساءؓ حضرت فاطمہؓ سب سے بڑی حضرت زینبؓ اور سب سے چھوٹی حضرت فاطمہؓ الزہراءؓ ہیں۔ چاروں حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کی اولاد ہیں اور چاروں کی ولادت مکہ معظمہ میں ہوئی۔ حضرت زینبؓ کا نکاح ان کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہؓ نے اپنے خالہ زاد بھائی ابوالعاص بن ربیعؓ اموی سے کیا تھا۔ ایک صاحبزادہ (علی) اور ایک صاحبزادی (امامہ) ان کی اولاد تھی۔ ۸ھ مدینہ منورہ میں انکی وفات ہوئی۔ سیدہ رقیہؓ کا نکاح قبل از اسلام ابولہب کے لڑکے عتبہ کے ساتھ ہوا اور ظہور اسلام کے بعد طلاق ہوئی۔ اور حضرت عثمان غنیؓ سے ان کا

نکاح ہوا۔ ان کی اولاد ایک لڑکا عبداللہ ہے۔ وفات ۲۷ھ میں ہوئی۔ سیدہ ام کلثوم حضرت رقیہ سے چھوٹی تھیں ان کا نکاح بھی قبل از اسلام ابولہب کے دوسرے لڑکے عتیبہ سے ہوا۔ اسی طرح ان کی بھی طلاق ہوئی اور سیدہ رقیہ کی وفات کے بعد وہ بھی حضرت عثمان غنیؓ کے نکاح میں آئیں۔ ان دونوں بیٹیوں کی مناسبت سے حضرت عثمان غنیؓ "ذوالنورین" کے لقب سے نوازے گئے۔ سیدہ ام کلثوم نے ۹ھ مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ سیدۃ النساءؓ حضرت فاطمہؓ حضور ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔ ان کا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہوا۔ آپ کی اولاد حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت محسنؓ (جو کہ صفریؓ) (بچپن) میں وفات پا گئے) اور دو صاحبزادیاں حضرت زینبؓ اور حضرت ام کلثومؓ ہیں۔ حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر فاروقؓ سے ہوا۔ حضرت فاطمہؓ نے حضور ﷺ کے وصال کے ۶ ماہ بعد ۳۱ رمضان المبارک ۱۱ھ کو وفات پائی۔ آپ مدینہ منورہ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ آپ کے فرزند حضرت حسنؓ کی قبر بھی آپ کے پہلو میں ہے۔

حضور سید الکونین کا سامان زندگی

حضور ﷺ کے اپنے گھر میں سامان زندگی کیا تھا۔ اور حضور اکرم ﷺ نے ازواج مطہرات کے لئے کس قسم کا سامان زندگی مہیا فرمایا تھا۔ اس کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں حضور کا بستر چمڑے کا تھا۔ جس میں کچھورے کے سچے بھرے ہوئے تھے۔ حضرت ام سلمہؓ عوام المؤمنین ہونے کے بعد حضرت زینبؓ کا گھر ملا۔ انہیں جو اثاثہ بیکسر آیا وہ ایک چکی اور چند بر "پو" تھے۔ حضرت ابن عباسؓ نے بتایا کہ ان کی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہؓ کے گھر پانی ایک مشک میں ہوتا۔ حضور سرور کائنات ﷺ لکڑی کے ایک پیالے میں تمام قسم کے

بات نوش فرماتے۔ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات اپنی ضروریات کی چیزیں گھر میں رکھ کر باقی سب اللہ کے راستے میں غریب یتیموں میں خیرات کر دیا کرتی تھیں۔ تمام امہات المؤمنین کے مکان الگ الگ ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا حجرہ جس کا درپچہ مسجد نبوی کے اُس حصے میں کھلتا جسے "روضۃ من ریاض الجنۃ" "جنت کے باغوں میں سے ایک باغ" فرمایا گیا ہے۔ یہ اس قدر تھا کہ جب حضور ﷺ کی نماز جنازہ کے لئے صحابہ کرام حجرے میں داخل ہونے لگے تو اس آدمیوں سے زیادہ کی اس میں گنجائش نہ تھی۔ ان تمام حجروں میں سامان برائے نام ہوتا۔ حضرت حفصہؓ کے گھر میں حضور ﷺ کے آرام فرمانے کے لئے ٹاٹ کا ایک ٹکڑا موجود ہوتا۔ جسے دو تہہ کر کے بچھادیا جاتا۔ حضور ﷺ کے تمام حجروں کی وسعت چھ سات ہاتھ سے زیادہ نہ تھی دیواریں مٹی کی تھیں اور ان میں شکاف پڑ گئے تھے کہ سوراخوں سے دھوپ اندر آتی تھی۔ تمام چھتیں کھجور کی شاخوں اور پتوں سے بنی ہوئی تھیں۔ بارش سے بچنے کے لئے کسل لپیٹ دیے جاتے۔ حجروں کی بلندی اتنی تھی کہ آدمی کھڑا ہو کر چھت کو چھو سکتا تھا۔ گھر کے دروازوں پر پردہ ہوتا۔ کاشانہ نبوت گونا گوار الہی کا مظہر تھا لیکن اس میں رات کو چراغ تک نہ ہوتا۔ گھر کی ظاہری زیب و آرائش حضور ﷺ کو پسند نہ تھی۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے دھاری دار رنگیں کپڑے لٹکا دیئے تو حضور ﷺ سخت ناراض ہوئے۔ اور فرمایا کہ "ہمیں مال لینٹ اور بچھڑوں کو لباس پہنانے کے لئے نہیں دیا گیا۔"

حضور نبی کریم ﷺ کے اخلاق و عادات

حسن انسانیت حضرت محمد ﷺ کے اخلاق و عادات سراپا قرآن تھے۔ آپ نہایت محبت و خندہ پیشانی سے ملاقات فرماتے۔ سلام کرنے میں پہل

فرماتے۔ مصافحہ اور معافیت فرماتے۔ وقار اور متانت کے ساتھ گفتگو فرماتے۔ کسی کی دل شکنی نہ فرماتے غریبوں، یتیموں اور ضعیفوں کے گھر جا کر ان کا پانی بھرتے۔ ضروریات زندگی بازار سے لا کر دیتے۔ مہمانوں کی خاطر تواضع خود فرماتے۔ کبھی ایب بھی ہوتا کہ ہر چیز مہمانوں کی نظر ہو جاتی تمام اہل و عیالی فاقہ کرتے۔ ہمیشہ سادہ اور ایک ہی غذا پر گزارہ کرتے۔ کسی مجلس میں تشریف رکھتے تو اپنے سامنے جو کھانا ہوتا اسی پر اکتفا کرتے۔ سب سے بل جل کر اس طرح زمین پر بیٹھتے کہ کسی قسم کا امتیاز دکھائی نہ دیتا۔ آپ کا مقدس چہرہ اور ہی بیچان کی علامت تھا عام انسانوں کے ساتھ یکساں اور مساوات کا سلوک کرتے۔ امیر، غریب، چھوٹے بڑے، کالے گورے کی کوئی تمیز اور فرق نہ رکھتے۔ زمین پر بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ انسانوں کی عزت و توقیر صرف تقویٰ و پرہیزگاری کی بنیاد پر کرتے۔ بیماروں کی عیادت کرتے۔ حضور کی خدمت میں آپ کے جاں نثار صحابہ کرام ہر وقت حکم کے منتظر اور مستعد رہتے آپ کے ادنیٰ اشارہ ابوہریرہ پر جاں نثاری کو دینا و آخرت میں سرخروئی و نجات کا باعث سمجھتے۔ اس کے باوجود حضور اپنے تمام کام اپنے ہاتھ سے کرتے۔ تاکہ امت کو کوئی فرد محنت و مزدوری اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو معیوب نہ سمجھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کسی نے آپ کے معمولات کے بارے دریافت کیا۔ تو آپ نے جواب دیا کہ حضور ﷺ گھر کے کام کاج میں مصروف رہتے۔ اور کپڑوں میں اپنے ہاتھ سے پیند لگاتے گھر میں خود بھاڑ دیتے۔ دودھ دودھ لیتے۔ بازار سے سودا سلف خرید لاتے۔ جو تالوٹ جاتا تو خود ہی اس کی مرمت کر لیتے۔ ڈول میں ٹانگے خود لگالیتے۔ اونٹ اور سواری کے جانور باندھتے۔ چارہ دیتے اور غلام کے ساتھ مل کر آٹا خود گوندھتے۔ ہاتھ سے کبھی اپنے کسی غلام کو نڈی کسی عورت اور کسی جانور کو نہیں مارا۔ آپ نے کسی سائل کی درخواست کبھی رد نہیں فرمائی۔ انسان تو

اشرف المخلوقات ہے آپ حیوانات پر بھی رحم فرماتے۔ اور اس بے زبان مخلوق پر جو ظلم کیا جاتا آپ نے ان سے منع فرمایا۔ جانوروں کے گلے میں علاوہ ڈالنے کا رواج ختم کر دیا۔ زندہ جانور کے بدن کا گوشت کاٹنے، جانور کی دم کاٹنے پر بندوں کے انڈے اور ان کے گھونسلوں سے بچے اٹھانے کو منع فرمادیا۔ جانوروں کو بھوکے پیاسے رکھنے والے مالکوں کو سخت تنبیہ فرمائی کہ خدا سے ڈرو۔ حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ طہارت، پاکیزگی اور خوشبو کو پسند فرماتے، اجلا اور پاکیزہ لباس پہننے اور دوسروں کو پہننے کا حکم دیتے۔ اجتماع عام خصوصاً جمعہ کی نماز کے لئے صاف ستھرا لباس پہننے۔ خوشبو اور سرمہ لگانے کا حکم دیتے تاکہ سینے کی بو سے دوسرے مسلمان بھائیوں کو معمولی تکلیف تک نہ پہنچے۔ شرم و حیا کی تلقین فرماتے دوسروں کے سامنے ننگا نہانے، بے پردہ ہونے، کھڑے ہو کر پیشاب کرنے، زنا، شراب، سود، جوا، دھوکہ دہی اور فسق و فجور کی سختی سے ممانعت فرماتے۔

حضور کا عدل و انصاف

حضور خاتم الانبیاء ﷺ کو عرب کے بے شمار قبائل سے واسطہ پڑتا۔ وہ قبائل اور خاندان ایک دوسرے کے سخت دشمن تھے۔ حضور ﷺ نے ان تمام قبائل کے ساتھ ہمیشہ عدل و انصاف سے کام لیا۔ اور اسلام کی دعوت دینے یا عدل و انصاف کا معاملہ کرتے وقت کسی خاص قبیلے یا کسی خاص فرد کی طرف داری نہیں کی۔ حتیٰ کہ مسلم اور غیر مسلم کا فرق و امتیاز بھی روا نہیں رکھا۔ بلکہ سب کے ساتھ مساوات کا سلوک کیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ مخزوم قبیلے کی ایک عورت نے چوری کی۔ بعض لوگوں نے اس عورت کو سزا سے بچانے کے لئے حضور سے نہایت ہی پیارے صحابی حضرت اسامہ بن زیدؓ سے فرمائش کر کے معافی کی درخواست پیش کی۔ آپ نے اس

سفارش پر ناراض ہو کر فرمایا: ”بنی اسرائیل اسی سبب سے تباہ ہوئے۔ کہ وہ غریبوں پر حد جاری کرتے اور امیروں سے درگزر کرتے“ حضور نے اسی موقع پر فرمایا کہ ”قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میری لخت جگر فاطمہ بھی چوری کا ارتکاب کرے گی تو اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیے جائیں گے۔“

حضور حسن انسانیت ﷺ نے جہاں انسانوں کو غلامی کی ذلت اور کالے گورے کے فرق و امتیاز سے نجات دلا کر شرف انسانیت سے سرفراز فرمایا وہاں انسانوں میں اقتصادی و معاشی مساوات قائم کرنے کے سلسلے میں جو اصلاحات نافذ کیں اور جو اسوہ حسنہ پیش فرمایا وہ تاریخ انسانی کا باعث صد افتخار سرمایہ ہے۔

☆ حضور ﷺ نے فرمایا وہ شخص ایماندار نہیں جو خود پیٹ بھر کے کھائے اور اس کا پیسہ فاقے اور بھوک سے بڑھال ہو۔

☆ آپ نے فرمایا تم مزدور کو (جو محنت و مشقت کر کے پیمینہ سے شرابور ہو جائے) اس کا پیمینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری ادا کر دو۔

☆ آپ علیہ السلام نے فرمایا پانی، گھاس اور آگ میں تمام انسان برابر کے شریک ہیں۔ یعنی جو چیزیں قدرتی۔ پیداوار اور وسائل میں شامل ہیں۔ (قدرتی درخت، معدنیات، گیس، تیل وغیرہ) وہ سب انسانوں کی مشترک میراث ہیں۔

☆ حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے چالیس روز تک سامان غذا کو (گرافٹری کے لئے) ذخیرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پروا ہے۔

☆ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے کھوت ملا کر دھوکہ کیا وہ ہم میں سے نہیں۔

خری تبلیغ اسلام

حضور ﷺ نے زبانی دعوت اسلام کے ساتھ ساتھ تحریر و انشاء کی صورت میں دنیا کے مختلف باثر لوگوں بادشاہوں اور حکمرانوں کے نام لکھ کے شروع میں خطوط ارسال کر کے تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیا۔ ایسے دلا ناموں (خطوط) کی تعداد (۲۵۰) سے زائد بیان کی گئی ہے۔ ان میں سے بعض مشہور افراد کے نام حسب ذیل ہیں۔

مملکت	حکمران	قاصد نبوی ﷺ کا اسم گرامی
حبشہ	شاد نجاشی اصمہ	حضرت عمرو بن امیہ صمریؓ
مصر	شاہ مصر مقوقس	حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ
ایران	شاہ کسریٰ خسرو پرویز	حضرت عبداللہ بن حذافہؓ
روم	قیصر روم ہرقل	حضرت وحید بن خلیفہ کلثیؓ
یمنانہ	ہوذہ بن علی	حضرت سلیط بن عمروؓ
بحرین	منذر بن ساوی	حضرت علاء بن الجھریؓ
دشوق	حارث بن ابی شمر غسانی	حضرت شجاع بن وہب اسدیؓ
عمان	جظیر بن جلدی بن عامر	حضرت عمرو بن العاصؓ

علاوہ ازیں شاہان روم حمیر اور خیبر کے یہودی سرداروں کے نام بھی دلا نامے ارسال کر کے دعوت اسلام دی۔ ان مکتوبات گرامی کی بنا پر دنیا کا سب سے پہلا بادشاہ جس نے دعوت اسلام قبول کرنے کا شرف و اعزاز حاصل کیا وہ شاہ حبشہ حضرت اصمہؓ ہیں۔ اور دنیا کا وہ بادشاہ جس نے حضور ﷺ کا مکتوب گرامی پھاڑ دیا وہ شاہ ایران ”خسرو پرویز تھا“ جس کی گستاخانہ حرکت پر حضور ﷺ نے فرمایا: ہلک

کسریٰ۔ ”کسریٰ ہلاک ہو گیا۔“ قاتلوں نے شاہ ایران ”خسرو پرویز“ کے جسم کے ٹکڑے کر کے واصل جہنم کر دیے۔ اور اس کی سلطنت بھی پارہ پارہ ہو گئی۔

غزوات، تاریخی جنگیں

تاریخ اسلام میں وہ لڑائی ”غزوہ“ کہلاتی ہے جس میں حضور اکرم ﷺ نے خود شرکت کر کے جہاد فرمایا۔ اور جس جنگ یا لڑائی کے لئے صحابہ کرام کو سپہ سالار مقرر فرمایا وہ ”سریہ“ کہلاتی ہے۔ جس کے لغوی معنی ”قصد“ اور ”سیر“ کے ہیں۔ غزوات کی تعداد ۲۷ اور سریا (۱) کی تعداد ساٹھ کے قریب ہے۔ غزوات (۲) کا مختصر ذکر حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام غزوہ	تعداد مجاہدین	تاریخ و سن	بمقابلہ
۱	ابواء	۷۰	صفر ۵۲ھ	انداد قافلہ قریش
۲	بواط	۲۰۰	۵۲ھ	انداد قافلہ قریش
۳	سھوان	۷۰	۵۲ھ	تعاقب کرز بن جابر ذاکو
۴	ذوالعشیرہ	۱۵۰	جمادی الثانی ۵۳ھ	برائے معاہدہ قبائل متبوع
۵	بدر مکرئی	۳۱۳	۷ رمضان ۵۳ھ	کفار قریش ایک ہزار
۶	بنو قریظہ		شوال ۵۳ھ	قبائل یہود
۷	الموتیق	۲۰۰	۵۳ھ	تعاقب صحر بن حرب اموی
۸	بنو سلیم	۲۰۰	محرم ۵۳ھ	قبیلہ بنو سلیم یا غطفان
۹	غطفان یا انمار	۱۳۵۰ سوار	ربیع الاول ۵۳ھ	بنو نضیر۔ بنو حارث

(۱) سریا ”سریہ“ کی معنی ہے (۲) سریا کا ذکر مختصر رسالہ کی طوالت کے پیش نظر چھوڑ دیا گیا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے کتب یہود و تاریخ کا مطالعہ فرمائیں۔

۱۰	احد	۶۵۰	شوال ۵۳ھ	کفار عرب۔ مدینہ سے ۳ میل فاصلے پر
۱۱	حراء الاسد	۶۳۰	شوال ۵۳ھ	کفار عرب
۱۲	بنو نضیر		ربیع الاول ۵۳ھ	یہودی قبیلہ کا تعاقب
۱۳	بدر صغریٰ	۱۵۱۰	ذیقعدہ ۵۳ھ	انداد قبیلہ قریش
۱۴	دومت الجمل	۱۰۰۰	ربیع الاول ۵۵ھ	مختلف قبائل عرب
۱۵	مرہض		۳ شعبان ۵۵ھ	بنو مصطلق کا انداد
۱۶	خندق (احزاب)	۳۰۰۰	شوال ۵۵ھ۔ ذیقعدہ	سرداران و قبائل یہود
۱۷	بنو قریظہ		ذوالحجہ ۵۵ھ	یہودی قبیلہ بنو قریظہ
۱۸	بنی نضیر	۱۱۳۰ سوار۔	ربیع الاول ۵۶ھ	اہل ربیع قاتلین مبلغ اسلام
۱۹	ذیقعدہ (غابہ)	۵۰۰	۵۶ھ	ڈاکوؤں کے خلاف
۲۰	حدیبیہ	۱۳۰۰	۵۶ھ	قریش مکہ۔ بائعین عمرہ
۲۱	خیبر	۱۳۲۰	محرم ۵۷ھ	یہودی قبائل
۲۲	واوئ القری	۳۸۲	۵۷ھ	یہودی قبائل
۲۳	ذات الرقاع	۳۰۰	۶ یا ۷ شوال ۵۷ھ	مختلف قبائل
۲۴	فتح مکہ	۱۰۰۰۰	رمضان ۵۸ھ	قریش
۲۵	حنین	۱۲۰۰	شوال ۵۸ھ	مختلف قبائل
۲۶	طائف	۱۳۰۰۰	شوال ۵۸ھ	مختلف قبائل
۲۷	تبوک		رجب ۵۹ھ	افواج ہرقل۔ قیصر روم کا انداد

یہ تمام معرکے آٹھ سال کے اندر ہوئے۔ ان جنگوں میں فریقین کے کل ۹۱۸ افراد کا جانی نقصان ہوا اور کفار کے ۶۵۶۵ افراد قیدی بنائے گئے۔ جن میں سے ۶۳۳۷ قیدی حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ نے آزاد کر دیے۔

پیغمبر انسانیت ﷺ کا عالمی منشور

پیغمبر آخرازمان حضرت محمد ﷺ نے ۱۰ھ میں جب اپنی حیات طیبہ کے آخری

رج کا ارادہ فرمایا تو جملہ اطراف و اکناف میں اطلاع بھیج دی گئی۔ اس پر فرزند ان اسلام کی ایک کثیر تعداد مدینہ طیبہ میں جمع ہو گئی۔ جس میں ہر طبقہ اور ہر درجے کے افراد شامل تھے۔ حضور ﷺ نے اپنے ساتھیوں سمیت ذوالحلیفہ میں اترام باندھا اور ”لیک الہم لیک“ کی صداؤں کے ساتھ آپ مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے۔ ۹ ذوالحجہ کو طلع آفتاب کے بعد وادی نمرہ میں اور پھر میدان عرفات میں کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار قدسیوں کے ساتھ تشریف لائے تو پورا میدان بغیر وہیل کی ایمان افروز صداؤں سے گونج اٹھا۔ حضور رحمن انسانیت نے جبل رحمت کے قریب قصویٰ نای آدمی پر سوار ہو کر کائنات انسانی کے لئے ایک ایسا بین الانسانی منشور پیش فرمایا جو بنی آدم کی فلاح و بہبود اور امن و سلامتی کے ابدی پیغام پر مشتمل ہے۔ حضور ﷺ کا یہ آخری خطاب ”خطبہ حجۃ الوداع“ کے نام سے معروف ہے۔ آپ نے خداوند قدس کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔

لوگو! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی نصیحت کرتا ہوں۔ میری باتیں پوری توجہ اور غور سے سنو! کیونکہ میں نہیں دیکھتا کہ اس سال کے بعد اس مقام پر، اس مہینہ میں اور اس شہر میں پھر تم سے ملاقات ہو سکے۔ خدا تعالیٰ نے تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزت و آبرو کو ایک دوسرے پر آج کے دن اس شہر اور اس مہینہ کی حرمت کی طرح حرام کر دیا ہے۔ لوگو! تمہارا خدا ایک ہے تمہارا باپ ایک ہے تم سب اولاد آدم ہو۔ اور حضرت آدم مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔ کسی عربی کو بھی پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت اور برتری حاصل نہیں، اور نہ کسی نجی کو عربی پر اور گورے کو کالے پر کوئی امتیاز حاصل ہے۔ یعنی وطنیت اور رنگ و نسل کے سب امتیازات ختم ہیں۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے معزز وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور اسلامی اخوت کے رشتے میں شلک ہے۔ تم اپنے خادموں کو دبی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور وہی پیتاؤ جو تم خود پیتے ہو۔ لوگو! دور جاہلیت کی ہر بات میں اپنے قدموں کے نیچے روندنا ہوں۔ اس زمانے کے تمام خون باطل کرتا ہوں۔ اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا خون (ابن ربیعہ بن الحارث کا جو بنی سعد میں ابھی پیتا تھا۔ اور ہذیل نے اسے قتل کر دیا تھا) معاف

تا ہوں۔ اور زمانہ جاہلیت کے تمام سودی لین دین باطل کرتا ہوں۔

سب سے پہلے اپنے خاندان (عباس بن عبدالمطلب) کا سود باطل قرار دیتا ہوں۔ لوگو! اپنی عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ خدا کے حکم سے تم ان کو اپنے نکاح میں لائے اور ان کا جسم اپنے لئے حلال بنایا ہے۔ تمہارا حق عورتوں پر یہ ہے کہ وہ تمہاری خواب گاہوں اور بستروں پر کسی غیر مرد کو ہرگز نہ آنے دیں اور گھروں میں تمہاری اجازت کے بغیر کسی شخص کو داخل نہ ہونے دیں۔ اور وہ کسی بے حیائی کا ارتکاب نہ کریں۔ اور تمہارے ذمے عورتوں کا حق یہ ہے کہ ان کی خوراک اور لباس کا اہتمام کرو۔ لوگو! تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کسی شخص کے لئے اپنے بھائی کی اجازت کے بغیر اس کا مال لینا جائز نہیں۔ میرے بعد کبھی اس بھائی چارے کو چھوڑ کر کافرانہ طور طریقے اختیار نہ کر لیتا۔ کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔ لوگو! میرے بعد کوئی نیا یا تبخیر آنے والا نہیں۔ اور نہ ہی تمہارے بعد کوئی امت پیدا کی جائے گی پس غور سے سن لو! تم اپنے رب کی عبادت میں لگے رہو۔ پانچوں وقت نماز ادا کرتے رہو۔ ماہ رمضان کے روزے رکھتے رہو۔ اور اپنے حکام کی اطاعت پر کار بند رہو۔ (اگر وہ شرعی اصولوں کے مطابق ہو) تاکہ اپنے رب کی جنت میں داخل ہو سکو۔ لوگو! میں تمہارے لئے ایک ایسی چیز جوڑے جا رہا ہوں جب تک تم اس پر کار بند رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ ہے اللہ کی کتاب (قرآن مجید) لوگو! تمہیں عنقریب خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ اور تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اور تم سے میری بابت دریافت کیا جائے گا۔ تو تباہی تم وہاں کیا جواب دو گے؟ اس پر تمام حاضرین نے باوازد بلند عرض کیا: ”ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے پیغام حق پہنچا دیا اور امت کو نصیحت کرنے کا حق ادا کر دیا۔ حقیقت سے پر دے اٹھا دیے اور امانت الہی کو صحیح طریقے سے ہمارے سپرد کر دیا۔“

حاضرین کے اس جواب پر حضور ﷺ نے آنکھت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا: ”اے خدا! ان لے اور گواہ رہنا کہ تیرے بندے کیا گواہی دے رہے ہیں۔“ ممکن ہے بعض سامعین کے مقابلے میں بعض غیر حاضر لوگ ان باتوں

کو اچھی طرح یاد رکھیں اور ان پر عمل پیرا ہو کر خوب حفاظت کا فریضہ سرانجام دیں۔“
 حضور ﷺ جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو اسی مقام پر قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ
 نازل ہوئی۔ البیورہ اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت
 لکم الاسلام دینا۔ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت
 پوری کر دی اور تمہارے لئے ”دین اسلام“ کو پسند کیا۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام
 مناسک حج ادا کر کے بیت اللہ میں آئے طواف واداع سے فارغ ہو کر قدسیوں کی
 جماعت کے ساتھ ”مدینہ منورہ“ واپس تشریف لے گئے اور تقریباً اسی روز کے بعد حسن
 انسانیت، رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف
 تشریف لے گئے۔ ولی اللہ تعالیٰ علی حبیب خیر خلقہ محمد ولی آلہ وصحہ اجمعین۔

۲۸ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ ۱۵ جنوری ۲۰۱۰ء المبارک

معزز و محترم قارئین کرام! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی اپنی بزم رضا دینی
 و مذہبی خدمات کے ساتھ ساتھ فلاحی و معاشرتی ترقی کی طرف سرگرم عمل ہے۔ الحمد
 للہ ان خدمات کے بڑھنے کی وجہ سے اخراجات بھی کافی بڑھ چکے ہیں۔ دیگر کئی
 ایسے منصوبے ہیں جنہیں اخراجات کی کمی کی وجہ سے شروع بھی نہیں کیا گیا۔ ان تمام
 خدمات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے آپ کے تعاون کی اشد ضرورت ہے۔ یاد
 رکھیں! بزم رضا صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا و خوشنودی کے حصول
 کے لئے یہ تمام خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ اس کا ثواب میں آپ بھی شریک ہو کر
 اپنی حیثیت کے مطابق تعاون فرمائیں۔ اور دوسروں کو دعوت دے کر عند اللہ ماجور ہوں
 امید واثق ہے کہ آپ ہماری اس گزارش پر عمل فرما کر بزم رضا کو مزید ترقی کی راہ پر
 گامزن کرنے میں ہمارا ساتھ دیں گے۔ دُعا ہے اللہ رب العزت ہمیں ہر کام اپنی
 اور اپنے رسول کریم ﷺ کی رضا کے مطابق کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین



مکتبہ صابریہ

دلی مارکیٹ A-40 اردو بازار لاہور

پروفائزر حافظ رحیل حسین صابری

0300-4150253

0315-4150253

0333-4150253